محدث

مرکزی دار العلوم بنارس کا دینی علمی اور ادبی ماہنامہ

ادارة البحوث الاسلامیة والدعوة والافتاء بالجامعة السلفیة بنارس

★

عدد مسلسل ۳۹ ◎ رجب ۱۴۰۵ھ ◎ اپریل ۱۹۸۵ء

AsliAhleSunnet.com

برگ وبار

صفحہ

◎ نقش راہ :

بصیرت افروز — ایڈیٹر ۳

◎ آیات وانوار :

غیر اللہ کو پکارنا — علامہ شیخ عبدالرحمان بن حسن آل الشیخ ۱۱

◎ معاشرت :

جہیز اسلامی شریعت میں — مولانا عبید اللہ صاحب الرحمانی شیخ الحدیث مد ظلہ العالی ۱۵

◎ آئینہ خانہ :

اصحاب عزیمت کی ناقدری — صوفی نذیر احمد صاحب کاشمیری ۲۰

◎ تحریکات :

جمعیۃ الشبان المسلمین — مولانا احسن جمیل صاحب سلفی ۲۳

◎ مشاہیر :

مولانا محمد سعید بنارسی کی مزید تصنیفات — مولانا محمد مستقیم صاحب سلفی ۲۶

◎ بزم طلبہ :

اسلام میں خواتین کا دائرۂ کار اور اسکی معقولیت — ارشد فہیم بہاری متعلم جامعہ ۳۰

آفتاب رسالت کا طلوع جزیرۂ عرب سے کیوں؟ — غیاث الدین بستوی متعلم جامعہ ۳۸

◎ افسوسناک

قرآن مجید کی عظمت کے ساتھ عبرتناک کھیل — ابو ہشام اعظمی ۴۵

◎ نغمے .

جاگ اے مرد مسلماں! — ارمان انصاری مئوناتھ بھنجن

AsliAhleSunnet.com

جامعہ سلفیہ بنارس کا علمی، ادبی اور اصلاحی رسالہ

ماہنامہ محدث بنارس

شمارہ: ۴ • اپریل ۱۹۸۵ء • رجب المرجب ۱۴۰۵ھ • جلد: ۴

ترتیب

صفی الرحمٰن مبارکپوری

ناشر: جامعہ سلفیہ بنارس
طابع: عبدالوحید
مطبع: سلفیہ پریس وارانسی
تزئین وکتابت: انور جمال

بدل اشتراک
سالانہ: ۲۵ روپے
ششماہی: ۱۳ روپے
فی پرچہ: ۲/۵۰ روپے
بیرون ملک سالانہ: ۱۵ ڈالر

پتہ
خط وکتابت کے لیے: ایڈیٹر محدث، جامعہ سلفیہ ریوڑی تالاب بنارس
بدل اشتراک کے لیے: مکتبہ سلفیہ ریوڑی تالاب بنارس
MAKTABA SALAFIAH REORI TALAB VARANASI-221010
ٹیلی گرام: "دارالعلوم" وارانسی • ٹیلی فون: ۶۳۵۷۷

AsliAhleSunnet.com

محمد مصطفیٰ انصاری ارمانؔ
متعلم، جامعہ اسلامیہ فیض عام، مئو ناتھ بھنجن

جاگ اے مردِ مسلمان!

وسعت دہر نے دیکھا ہے مقدر تیرا
چشم افلاک میں چبھتا ہوا نشتر تیرا
لوحِ گیتی پہ درخشندہ ہے جوہر تیرا
لائقِ فخر ترا کل کا نسب نامہ ہے
آج تاریخ کا لیکن یہ الم نامہ ہے

جاگ، اے مردِ مسلماں تو کہاں سویا ہے؟
تو کہاں گم ہے، ضمیر اپنا کہاں کھویا ہے؟
حسنِ اخلاق حریفوں کے لیے گویا ہے؟
توڑ دے حلقۂ خواب، عالم بیدار میں آ!
تنگیٔ فکر سے تو وسعتِ کردار میں آ!

حسن اخلاص میں رفعت کا لگا دے شہپر
اپنی جرأت کا وہ پہلا سا دکھا دے جوہر
عزتِ دین بچا بن کے ابوبکرؓ و عمرؓ
پرچمِ دین کی عظمت کو دوبالا کر دے!
تیرہ و تار فضا ہے، تو اجالا کر دے!

اپنے پیمان و امانت کا محافظ بن کر
بزم توحید و رسالت کا محافظ بن کر
پاسباں دیں کا، دیانت کا محافظ بن کر
دل کے سوئے ہوئے ارماںؔ کو جگانا ہوگا
اک نئی صبح کا خورشید اُگانا ہوگا

AsliAhleSunnet.com

نقش راہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝

(بصیرت افروز اور سبق آموز ہر اطاعت شعار بندے کیلیے)

(۳)

ایمانی سعادت سے انسان کے بہرہ ور ہونیکا کوئی ایک معین اور مستقل سبب اور ذریعہ نہیں۔ بلکہ جس طرح مختلف انسانوں کے طبعی رجحانات اور دلچسپی کے میدان الگ الگ ہوا کرتے ہیں، اسی طرح ان کے نزدیک حق کو جانچنے اور پرکھنے کے معیار اور قبولِ حق کی سعادت سے ہمکنار ہونے کے اسباب بھی مختلف ہوا کرتے ہیں۔ اس لیے کسی سبب اور ذریعہ کے متعلق یہ فیصلہ صادر کر دینا کہ دعوت و تبلیغ کے میدان میں یہی مفید اور موثر ہے اور دوسرے ذرائع یا فلاں ذریعہ مفید یا موثر نہیں قصور فکر و نظر کی علامت اور فطرت انسانی سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ آپ صحابہ کرام کے قبولِ اسلام کے واقعات پر نظر ڈال لیں۔ آپ دیکھیں گے کہ کسی پر قرآن کی بلاغت کا اثر ہوا تو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کا اسیر ہوا۔ کسی کو آسمان و زمین کی ساخت کے حوالے نے حق تک پہنچایا، تو کسی نے آپ کے اُمّی ہونے کو صداقت کی دلیل مانا۔ کسی نے آپ سے قسم لی کہ آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں اور اسی پر مطمئن ہو گیا تو کسی نے آپ کے چہرے سے بھانپ لیا کہ یہ جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ کسی نے چند باتوں میں آپ کا امتحان لیا اور صحیح جواب پاکر نقدِ دل دے دیا تو کسی نے کتب سابقہ کی پیشین گوئیوں سے آپ کا تقابل کر کے آپ کے برحق ہونے کا یقین کر لیا۔ کسی نے کشتی لڑنے کی دعوت دی، اور آپ نے پچھاڑ دیا تو آپ کو نبیِ برحق مان لیا۔ اور کسی نے ۔ بلکہ قوم کی قوم نے ۔

AsliAhleSunnet.com

فتح مکہ کو آپ کی رسالت کی دلیل مانا۔ غرض سیکڑوں وجہیں تھیں جو مختلف افراد کے حلقہ بگوش اسلام ہونے کا سبب بنیں۔

عبدالمجید قریشی صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے "اسلام زندہ باد" اس میں انھوں نے کچھ اہم افراد اور قوموں کے مسلمان ہونے کے واقعات لکھے ہیں، اس کے مطالعہ سے بڑی عجیب عجیب حقیقتیں سامنے آئیں گی۔ ایک بلند پایہ انگریز نے ایک مسلمان کے یہاں پلاؤ کھائی تو اس پلاؤ کی لذت نے اسے اسلام کی حقانیت تک پہنچا دیا۔ ایک اور انگریز نے ایک ہی ملک میں ہندوؤں کے اندر چھوت چھات اور مسلمانوں کے اندر میل جول دیکھ کر اسلام کی حقانیت پہچانی۔ ایک صاحب پر ایک مسلمان مزدور کی دیانت و امانت اثر انداز ہوگئی۔ ایک صاحب ایک معمولی مسلمان کے اندر اہل خانہ کی موت پر استقامت اور تقدیر سے رضا کا حال دیکھ کر مسلمان ہوگئے۔

اس لیے کسی ایک ذریعۂ دعوت و تبلیغ کو مفید و موثر سمجھ لینا اور دوسرے ذریعہ یا ذرائع کی افادیت کا انکار کرنا معقولیت سے خالی ہے۔ معقولیت اس میں ہے کہ افراد اور مواقع کے لحاظ سے جو چیز جس جگہ مفید محسوس ہو رہی ہو، اس جگہ وہی چیز اختیار کی جائے۔ راہ پروردگار کی طرف حکمت کے ساتھ دعوت دینے کا مفہوم یہی ہے۔

اس توضیح کے بعد بیجا نہ ہوگا کہ ہم قرآن مجید سے اس بات کی شہادت پیش کردیں کہ سائنسی یافت و دریافت کو غیر مسلم اہل فکر و تحقیق کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرنے کے لیے ایک اہم بنیاد بنانا صحیح اور معقول انداز فکر ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے خود اللہ تعالیٰ کے اسلوب کو دیکھیے کہ اس نے کس طرح کفار کو اس کائنات کی اشیا پر غور و فکر کی دعوت دی ہے۔ اور اس کائنات کی جو چیزیں ان کے علم و یافت میں تھیں ان پر متوجہ کرکے اپنے دین کی حقانیت کی طرف ان کے رہوار فکر کو موڑا ہے۔ ارشاد ہے:

افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت، والی السماء کیف رفعت، والی الجبال کیف نصبت والی الارض کیف سطحت۔	کیا وہ نہیں دیکھتے اونٹ کو کہ اسے کس طرح پیدا کیا گیا، اور آسمان کو کہ اسے کس طرح بلند کیا گیا اور پہاڑ کو کہ اسے کس طرح نصب کیا گیا، اور زمین کو کہ اسے کس طرح بچھایا گیا۔

اور اس کے معاً بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا:

AsliAhleSunnet.com

فذکر انما انت مذکر

تم نصیحت کرو، تم تو نصیحت ہی کرنے والے ہو۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

اَوَ لَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُونَ ، وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا وَهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُونَ ، وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۔

(الانبیاء: ۳۰، ۳۳)

کیا کفر کرنے والوں نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے تو ہم نے ان دونوں کو پھاڑا۔ اور پانی سے ہر زندہ چیز بنائی۔ کیا یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور زمین میں اٹل پہاڑ بنائے کہ وہ انھیں لے کر نہ ڈگمگائے اور اس میں کشادہ راستے بنائے کہ یہ لوگ ہدایت پائیں اور آسمان کو محفوظ چھت بنایا۔ اور یہ لوگ ہیں کہ اس کی نشانیوں سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ اور وہ اللہ ہی ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند پیدا کیے۔ سب ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔

ایک جگہ فرمایا:

اَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ، وَاَنْ عَسٰى اَنْ يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ، فَبِاَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ،

(الاعراف: ۱۸۵)

کیا ان لوگوں نے آسمانوں اور زمین کے نظام سلطنت پر اور جو کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے، اس پر غور نہیں کیا۔ اور یہ نہیں سوچا کہ عین ممکن ہے کہ ان کی مہلت عمل قریب آ گئی ہو۔ اب آخر اس کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے۔

اس طرح کی صدہا آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے خود کفار کو کبھی غائب کے صیغہ سے اور کبھی حاضر کے صیغہ سے مخاطب کر کے اس نظام کائنات پر غور کرنے کی دعوت دی ہے، اور اس دعوت کا مقصد ومنشا بھی واضح فرمایا ہے۔ کہیں کہا ہے: ثم انتم تمترون (پھر بھی تم لوگ شک و شبہ کرتے ہو) کہیں فرمایا: فانی تؤفکون (تو اب کہاں بھٹکے جا رہے ہو۔) کہیں فرمایا: فانی

تفسیر قدرت ۔(اب کہاں پھرائے جا رہے ہو۔) کہیں فرمایا: لعلکم تذکرون (تاکہ تم لوگ نصیحت پکڑو) اور کہیں کہا: افلا تذکرون (آخر اب نصیحت کیوں نہیں پکڑتے ؟) کہیں ارشاد ہوا: لعلکم بلقاء ربکم توقنون (تاکہ تمھیں اپنے رب سے ملاقات کا یقین آجائے۔) کہیں فرمایا: لعلکم تشکرون (تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔) اور کہیں فرمایا: لعلکم تھتدون (تاکہ تم لوگ ہدایت کا راستہ پاؤ) کہیں ارشاد ہوا: لعلکم تسلمون (تاکہ تم لوگ اسلام لاؤ) کہیں ارشاد ہوا: افلا تسمعون (کیا اب تم لوگ سنتے نہیں ہو؟) اور کہیں کہا گیا: افلا تبصرون (کیا تم لوگ دیکھتے نہیں)

پھر اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم دیا کہ کفار کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے یہ اسلوب اختیار فرمائیں: چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا:

قل انظروا ماذا فی السموات والارض ۔

آپ کہدیں کہ تم لوگ دیکھو آسمانوں اور زمین میں کیا کچھ ہے

ایک اور جگہ فرمایا:

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِیْهَا وَقَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآىِٕلِیْنَ ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَاۤ اَتَیْنَا طَآىِٕعِیْنَ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَاَوْحٰى فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا وَزَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَحِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ؕ

آپ کہدیں! کیا تم لوگ اس اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہو اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہراتے ہو، جس نے دو دن میں زمین پیدا کی، وہی تو ساری دنیا کا پروردگار ہے، اور اسی نے زمین میں اس کے اوپر سے پہاڑ بنائے اور اس میں برکت دی۔ اور اس کے اندر سب مانگنے والوں کے لیے ان کی ضرورت کے مطابق روزیاں مقدر کیں۔ یہ سب کام چار دن میں ہو گئے۔ پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں تھا تو اس نے آسمان و زمین سے کہا کہ تم دونوں خوشی یا ناخوشی وجود میں آجاؤ۔ ان دونوں نے کہا، ہم فرمانبردار ہو کر آگئے۔ پس اللہ نے ان کو دو دن میں سات آسمان بنایا۔

AsliAhleSunnet.com

اور ہر آسمان میں اس کے قانون کی وحی کی ۔ اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے آراستہ کیا۔ یہ غالب وعلیم خدا کا مقررہ انداز ہے۔

حم السجدہ : ۹ ۔ ۱۲)

انبیاء سابقین کی دعوت میں بھی یہ عنصر بہت نمایاں طور پر ملتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کرکے جو باتیں کہیں، ان میں یہ بھی کہا:

مالکم لا ترجون للہ وقارا وقد خلقکم أطوارا ، ألم تروا کیف خلق اللہ سبع سموات طباقا ، وجعل القمر فیھن نورا وجعل الشمس سراجا ۔ واللہ أنبتکم من الأرض نباتا ، ثم یعیدکم فیھا ویخرجکم إخراجا ۔ واللہ جعل لکم الأرض بساطا لتسلکوا منھا سبلا فجاجا۔

(النوح : ۱۳-۲۰)

تمھیں کیا ہوا کہ تم اللہ کے لیے وقار کی امید نہیں کرتے، حالانکہ اس نے تمھیں کئی اطوار میں پیدا کیا کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ نے کس طرح طبق در طبق سات آسمان پیدا کیے، اور ان میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا۔ اور اللہ نے تمھیں زمین سے اگایا ہے، پھر تم کو اسی میں پلٹائے گا اور پھر نکالے گا۔ اور اللہ نے تمھارے لیے زمین کو بچھی ہوئی بنایا، تاکہ تم اس کی کشادہ راہوں میں چلو۔

حضرت ابراہیم اور ان کے ملک کے حکمران میں جو گفتگو ہوئی، اسے قرآن نے یوں بیان کیا ہے:

الم تر الی الذی حاج ابراھیم فی ربہ ان اتاہ اللہ الملک إذ قال ابراھیم ربی الذی یحیی ویمیت ، قال أنا أحیی وأمیت ۔ قال فإن اللہ یأتی بالشمس من المشرق فأت بھا من المغرب فبھت الذی کفر

(البقرہ : ۲۵۸)

تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا، جس نے ابراہیم سے ان کے پروردگار کے بارے میں حجت کی، اس بنا پر کہ اللہ نے اسے بادشاہت دی تھی۔ جبکہ ابراہیم نے کہا میرا پروردگار وہ ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے اس نے کہا میں زندہ کرتا اور مارتا ہوں۔ (ابراہیم نے) کہا اچھا تو اللہ سورج کو مشرق سے لاتا ہے، ذرا تم اسے مغرب سے لاؤ تو وہ کافر بھونچکا رہ گیا۔

AsliAhleSunnet.com

حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام فرعون کے دربار میں تشریف لے گئے۔ آغاز گفتگو ہی میں فرعون نے پوچھا: فَمَنْ رَّبُّكُمَا يَا مُوسَىٰ؟ اے موسیٰ تم دونوں کا پروردگار کون ہے؟۔ حضرت موسیٰ نے جواب میں فرمایا:

رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ۔ ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی ساخت عطا کی پھر راستہ بتایا۔

اس کے بعد فرعون نے پچھلی اقوام کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں یہ کہتے ہوئے کہ اس کا علم میرے پروردگار کے پاس ہے، اللہ تعالیٰ کی تعریف اس طرح کی۔

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْ نَبَاتٍ شَتَّىٰ كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِأُولِي النُّهَىٰ۔ (طٰہٰ: ۵۳-۵۴)

جس نے تمہارے لیے زمین کو گہوارہ بنایا اور اس میں تمہارے چلنے کی راہیں بنائیں، اور آسمان سے پانی اتارا، پس اس کے ذریعہ ہم نے مختلف نباتات کے جوڑے نکالے، کھاؤ اور اپنے جانوروں کو چراؤ۔ یقیناً اس میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

ان آیات و واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر مسلموں کو حق بات سمجھانے اور انہیں اسلام کی دعوت دینے کے لیے ملکوت السموات والارض کا حوالہ دینا انبیاء کرام کا ایک معروف طریقہ رہا ہے۔ اور اس کو اللہ نے کفار کے سامنے حق کی وضاحت کا ایک اہم ذریعہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ۔

ہم عنقریب انہیں اپنی نشانیاں دکھلائیں گے، آفاق میں بھی اور ان کے اپنے نفسوں میں بھی، یہاں تک کہ واضح ہو جائے گا کہ وہ حق ہے

یہ آیت پیش نظر رہے تو یہ بات سمجھنے میں کچھ دشواری نہ ہوگی کہ اس کائنات میں اور خود انسان کے اپنے نفس میں موجود نشانیاں حق کی طرف رہنمائی کے لیے کسی دور کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ یہ وہ بنیاد ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ حق کی وضاحت کرتا رہے گا۔ اسی لیے اسے ہم نے غیر مسلم اہل فکر و تحقیق کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرنے کی ایک اہم بنیاد کہا ہے، تو یہ کوئی بیجا بات نہیں ہے۔ بلکہ یہ اسلوب

AsliAhleSunnet.com

الٰہی، سنت انبیاء اور آیت قرآن کی ترجمانی ہے

... ...

اللہ تعالیٰ نے جس طرح مختلف انسانوں کو مختلف کی صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں، اسی طرح مختلف انسانوں کی افتاد طبع بھی الگ الگ رکھی ہے۔ اسلام لانے کے بعد نہ یہ صلاحیتیں تبدیل ہوتی ہیں اور نہ افتاد طبع۔ البتہ ان میں شائستگی آجاتی ہے۔ اور ان کا استعمال باطل کے بجائے حق کی حمایت میں ہونے لگتا ہے۔ جو شخص اسلام لانے سے پہلے بہادر اور جری ہوتا ہے، وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہادر اور جری ہی رہتا ہے۔ البتہ اب اس کی بہادری خون ناحق بہانے کے لیے استعمال نہیں ہوتی۔ جس شخص کی دلچسپی کا میدان غور و فکر اور تحقیق و یافت کی دنیا ہوتی ہے۔ وہ اسلام لانے کے بعد بھی اپنی جولانی کے لیے اسی میدان کا انتخاب کرتا ہے۔ جس میں سنجیدگی اور متانت ہوتی ہے، اس میں مزید گہرائی اور توازن آجاتا ہے۔ سیکڑوں ان سے ڈھیلے ڈھالے، سست اور مری مری طبیعت کے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی یہ خصوصیت اسلام لانے کے بعد بھی مشکل ہی سے بدلتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی ایسے لوگ ہوا کرتے تھے جن کے بارے میں فرمایا گیا کہ ومن الناس من لا یاتی الصلوٰۃ الا دبرا کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو نماز میں پیچھے ہی آتے ہیں، اس کے علاوہ کمزور قوت ارادی سے تعلق رکھنے والے بہت سے افراد کے واقعات بھی معروف ہیں۔

بہر حقیقت انسان کی افتاد طبع ہے۔ اسلام لانے کے اسباب سے اس کا تعلق نہیں ہے کہ فلاں سبب سے کوئی اسلام لے آئے گا تو بڑا پر جوش اور چست ہوگا اور فلاں سبب سے اسلام لائے گا تو گرمی طبع سے محروم اور سست ہوگا۔ یا یہ کہ کوئی آنکھ بند کر کے اسلام لائے گا تو بڑا جوشیلا ہوگا اور سوچ سمجھ کر طویل عرصے کے تجربے کے بعد اسلام لائے گا تو اس میں مطلوبہ گرمی نہ ہوگی۔ یہ محض خیالی مفروضے ہیں سردی اور گرمی کا تعلق ان باتوں سے نہیں۔ حضرت خالد بن ولید اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کتنے متاخر الاسلام تھے۔ اور انھوں نے مسلمانوں اور ان کے رہبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلوؤں کا کتنا طویل مطالعہ کرنے کے بعد اسلام قبول کیا تھا، لیکن جوش و سرگرمی میں بہت سے قدیم الاسلام مسلمانوں سے بڑھے ہوئے تھے۔ فتوحات شام میں حضرت ابو عبیدہ جو نہایت قدیم الاسلام تھے، ان کی سنجیدگی اور حضرت

AsliAhleSunnet.com

خالد بن ولید کا جوش کون نہیں جانتا ۔ مصر فتح کرنے کے لیے عمرو بن عاص امیر المومنین کی مخالفت کے دائرے میں نہ آنے کے لیے جس رفتار سے بڑھے اس کا تقابل فتح عراق میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی کی سنجیدگی سے کیا جا سکتا ہے ۔ مقصد یہ ہے کہ جوش و سرگرمی اس سبب کا نتیجہ نہیں ہے جو کسی کے اسلام لانے کے پیچھے کارفرما ہوا کرتا ہے ۔ بلکہ اس کا زیادہ تر دار و مدار انسان کی افتاد طبع پر ہے ۔

... ...

پچھلے مباحث سے یہ بات صاف ہو چکی ہے کہ ملکوت السمٰوات والارض کا مشاہدہ و مطالعہ ایمان و یقین کی منزل تک رسائی کا ایک اہم ذریعہ ہے ۔ مگر کچھ لوگ ذرائع کی صحت کو اس پیمانے پر ناپتے ہیں کہ ان کے نتیجے میں کتنے لوگ اسلام لاتے ہیں ۔ اور جب وہ دیکھتے ہیں کہ اس راہ سے حجت تمام کر دینے کے باوجود لوگ ایمان نہیں لاتے تو صرف یہی نہیں کہ انہیں مایوسی ہوتی ہے ، بلکہ وہ ان ذرائع کی صحت ہی تسلیم کرنے سے انکار کر دیتے ہیں ۔ ہمارے نزدیک یہ اندازِ فکر صحیح نہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا وما اکثر الناس ولو حرصت بمومنین ۔ اکثر لوگ باوجودیکہ آپ حرص کریں ایمان نہیں لائیں گے ۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کوشش اور دوڑ دھوپ کے بعد بھی اکثریت ان کی ہو گی جو ایمان نہیں لائیں گے ، تو کیا اس کے معنی یہ ہوئے کہ اکثریت کے سامنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ اسلام کا جو ذریعہ اختیار کیا تھا وہ نعوذ باللہ صحیح نہ تھا ؟ صحیح بخاری اور مسلم کی بعض روایتوں میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پچھلے انبیاء اور ان کی امتیں پیش کی گئیں ۔ کیفیت یہ تھی کہ ایک نبی گزر رہا ہے تو اس کے ساتھ دو تین آدمی ہیں ۔ ایک اور نبی گزر رہا ہے ، تو اس کے ساتھ آٹھ دس آدمی ہیں ۔ کوئی اور نبی گزر رہا ہے تو اس کے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں ۔ الخ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ ان انبیاء نے جو طریقہ تبلیغ اختیار کیا تھا ، وہ نعوذ باللہ صحیح نہ تھا ؟

درحقیقت انبیاء کی بعثت یا اسلام کی دعوت و تبلیغ کا یہی ایک مقصد سمجھ لینا کہ آدمی اسلام قبول ہی کر لے ۔ ورنہ یہ سمجھنا کہ تبلیغ صحیح طور سے نہیں کی گئی ، ایک غلط اندازِ فکر ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل کی بعثت کا ایک اہم مقصد یہ بھی بتایا ہے کہ : لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل (النساء : ۱۶۵) تاکہ پیغمبروں کے بعد لوگوں کے لیے اللہ کے خلاف کوئی حجت باقی نہ رہ جائے ۔ پس اتمام حجت بھی تبلیغ و دعوتِ اسلام کا ایک خاص مقصد ہے ۔ اس لیے کسی مایوسی کے بغیر ان ذرائع سے تبلیغ و دعوت کا کام انجام دینا چاہیے

(باقی ص [illegible] پر)

AsliAhleSunnet.com

غیر اللہ کو پکارنا یا اس سے استغاثہ کرنا کیسا ہے؟

مرسلہ: محمد یوسف علی محمد دینارا گجرات

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ (یونس: ۱۰٦) اور اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو نہ پکارو جو تمھیں نہ فائدہ پہنچا سکتی ہے نہ نقصان۔ اگر تم ایسا کروگے تو ظالموں میں سے ہوگے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں! ”استغاثہ مدد طلب کرنے کو کہتے ہیں۔ یعنی کسی سختی سے نجات چاہنا۔ جیسے استنصار کے معنی ہیں نصرت طلب کرنا، اور استعانت کے معنی ہیں مدد طلب کرنا۔“ دعا خاص ہو یا عام آیت مذکورہ میں اللہ نے ہر دو صورتوں کی ممانعت فرمائی ہے۔ پس ہر وہ چیز جس پر غیر اللہ کو قدرت نہیں، وہ غیر اللہ سے مانگی جائے تو یہ شرک ہے، جسے معاف نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا ہے۔ جیسے فوت شدہ یا کسی دور دراز شخص کو پکارنا۔ اس کے شرک ہونے پر قرآن وسنت میں بیشمار دلائل ہیں، جن کا شمار مشکل ہے۔ سورہ یونس کی اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو پکارنے کی نفی اور تردید کی گئی ہے نیز اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اس کے سوا کوئی بھی کسی کو نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ تکلیف۔ آیت مذکورہ میں ظلم سے شرک مراد ہے، جیسا کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے کہا: ان الشرک لظلم عظیم۔ یعنی شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗٓ اِلَّا ھُوَ، وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ یُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ (یونس: ۱۰۷) اگر اللہ تمہیں کسی مصیبت میں ڈالے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو اس مصیبت کو ٹال دے اور اگر وہ تمہارے حق میں کسی بھلائی کا ارادہ کرلے تو اس کے فضل کو پھیرنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

اور وہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ وہی ہے جو سوال کرنے والوں کو اپنے فضل و کرم سے نوازتا ہے اور جس پر وہ اپنا فضل و کرم کردے اسے روکنے کی طاقت کسی میں نہیں، وہی عطا کرتا ہے اور وہی روکتا ہے، جسے عطا کردے اسے روکنے والا اور جس سے روک دے اسے دینے والا کوئی نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کا مفہوم بھی یہی ہے، جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

واعلم ان الامة لو اجتمعوا علی ان ینفعوک بشیٔ لا ینفعوک إلا بشیٔ قد کتبه اللہ لک۔ یعنی اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ اگر ساری کائنات تمھیں کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو نہ پہنچا سکے گی، مگر جتنا اللہ کریم نے تمھارے مقدر میں لکھ دیا ہے۔"

زیر نظر آیت کریمہ کے مفہوم پر غور و فکر کرنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ مصائب و مشکلات کے وقت غیر اللہ کو پکارنا ہی ظلم عظیم ہے، جس میں امت مسلمہ کی اکثریت گرفتار ہے۔ یہ ایسا شرک ہے جسے اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہ کرے گا۔ کیونکہ جو شخص غیر اللہ کو پکارتا ہے، اس نے ایسی چیز ثابت کرنے کی کوشش کی جس کی لا الٰہ الا اللہ نفی اور تردید کرتا ہے، جس کو شرک فی الالوہیت کہتے ہیں۔ اور ایسی چیز کی نفی اور تردید کرنے کی جسارت کی جس کو لا الٰہ الا اللہ ثابت کرتا ہے، اور وہ ہے اخلاص، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فاعبد اللہ مخلصاً له الدین۔ الا للہ الدین الخالص۔ یعنی تم اللہ ہی کی بندگی کرو دین کو اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے خبردار! دین خالص اللہ کا حق ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اوامر کی اطاعت اور اس کے منع کردہ امور سے اجتناب کا نام دین ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سب سے عظیم ترین حکم یہ ہے کہ انسان توحید کو اپنائے اور اپنے تمام اعمال میں رضائے الٰہی کو ملحوظ رکھے، کیونکہ انسان کی تخلیق ہی اسی لیے ہوئی ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرے، اس عظیم مقصد کے پیش نظر انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ شروع ہوا اور اس کی وضاحت کے لیے کتابیں نازل کی گئیں اور سب سے عظیم تر حکم جس کے چھوڑنے کی انسان کو تلقین کی گئی ہے، وہ شرک فی الربوبیت اور شرک فی الالوہیت ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ان الذین تعبدون من دون اللہ لا یملکون لکم رزقا فابتغوا عند اللہ الرزق واعبدوہ واشکروا له الیه ترجعون (العنکبوت، ۱۷) درحقیقت اللہ

AsliAhleSunnet.com

کے سوا جن کی تم پرستش کرتے ہو، تمہیں کوئی بھی رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ اللہ سے رزق مانگو اور اسی کی بندگی کرو، اس کا شکر ادا کرو، اسی کی طرف تم پلٹائے جانیوالے ہو۔

نیز ارشاد باری ہے: وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ۔ (الاحقاف ۵، ۶) یعنی اس شخص سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ انہیں اس سے بھی بے خبر ہیں کہ پکارنے والے ان کو پکار رہے ہیں، اور جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

نیز ارشاد فرمایا: اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ۔ (النمل: ۶۲) کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے، جبکہ وہ اسے پکارے اور کون تکلیف دور کرتا ہے اور کون ہے جو تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے؟ تم لوگ کم ہی سوچتے ہو۔

حدیث: طبرانی اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک منافق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہت تکلیف دیا کرتا تھا چنانچہ چند صحابہ نے مشورہ کیا کہ چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس منافق سے گلو خلاصی کے لیے استغاثہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دیکھو مجھ سے استغاثہ نہیں کیا جاتا بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے استغاثہ کیا جاتا ہے۔

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل متفرع ہوتے ہیں

(۱) دعا کا عطف استغاثہ پر عطف العام علی الخاص کے قبیل سے ہے۔ (۲) سورہ یونس کی آیت ۱۰۶ کی تفسیر (۳) غیر اللہ کو پکارنا شرک اکبر ہے۔ (۴) اگر صلاح و تقویٰ کی معراج پر فائز شخص بھی غیر اللہ کی رضا کے لیے اس کو پکارے گا تو وہ بھی ظالموں میں سے ہوگا۔ (۵) مذکورہ آیت کے بعد آنیوالی آیت کی تفسیر (۶) یہ کفر ہونے کے علاوہ لوگوں کو دنیا میں کوئی نفع بھی نہیں پہنچائے گا۔ (۷) تیسری آیت کی تفسیر (۸) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے طالب رزق نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ اس کے سوا کسی سے طالب جنت نہیں ہونا چاہیے (۹) چوتھی آیت کی تفسیر

AsliAhleSunnet.com

(۱۰) جو شخص غیر اللہ کو پکار رہا ہے، اس سے زیادہ گمراہ کوئی نہیں ہے۔ (۱۱) اللہ کے سوا جس کو بھی پکارا جا رہا ہے وہ نہیں جانتا کہ اسے کوئی پکار رہا ہے۔ (۱۲) غیر اللہ کو پکارنا گویا مدعو کے دل میں داعی کے خلاف بغض و عداوت پیدا کرنے کے مترادف ہے۔ (۱۳) غیر اللہ کو پکارنا حقیقت میں اس کی عبادت کرنا ہے۔ (۱۴) خود غیر اللہ کا ان کی اس عبادت سے انکار کرنا۔ (۱۵) غیر اللہ کو پکارنا ہی گمراہی کا سبب ہے۔ (۱۶) پانچویں آیت کی تفسیر (۱۷) سب سے زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ بتوں کے پجاری بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ مشکلات سے نجات دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اسی بنا پر وہ مصائب و مشکلات کے وقت خالص اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں (۱۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کے معنی توحید کی پناہ گاہ میں داخل ہونے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب کے اظہار کے ہیں۔

بقیہ اداریہ:

جو کتاب و سنت سے ماخوذ و مستفاد ہیں۔ اور اس راہ میں "محرومی و ناکامی" بلکہ "مظلومی" پر بھی صبر کرنا چاہیے کہ اسی کی وصیت فرمائی ہے رب ذوالجلال نے اس آیت کریمہ میں "وتواصوا بالحق و تواصوا بالصبر"، یعنی ناکامی و نامرادی سے وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جنھوں نے حق کی وصیت کی اور صبر کی وصیت کی۔ اللہ ہم سب کو قبولِ حق اور دعوت الی الحق کی توفیق ارزانی بخشے۔ آمین۔

جہیز کا بقیہ:

ان رسوم کی مخالفت کے ساتھ خود اپنے گھروں اور خاندانوں سے اٹھانے میں پہل کریں اور ساتھ ہی ہر برادری کے سرکردہ، با اثر لوگ اور گاؤں کے سرداران اپنے گھروں میں سے ان رسموں کو ختم کریں۔ ان کی دیکھی دیکھا ان شاء اللہ عوام بھی ایسا ہی کریں گے۔ اس لیے کہ چھوٹے لوگ بڑے لوگوں کے تابع ہوتے ہیں اور اگر عوام ان فضول رسموں کو ترک کرنے میں ان کی اتباع کریں تو پھر علماء اور خواص ان کی ایسی تقاریب میں جہاں غیر شرعی رسمیں برتی جائیں شریک نہ ہوں، ان رسموں کے انسداد کا ایک اور ممکن طریقہ بھی ہے، وہ یہ کہ علماء مصلحین کچھ اصلاح پسند نوجوانوں کی ذہنی تربیت کریں اور ان کو ساتھ لے کر عوام پر ہر ممکن دباؤ ڈال کر پیدائش سے لے کر شادی تک کی تقاریب کی غلط رسموں کو ختم کرنے کی کوشش کریں اور ان رسموں کے انسداد کے لیے کوئی چور دروازہ نہ چھوڑیں۔

AsliAhleSunnet.com

مولانا عبید اللہ صاحب شیخ الحدیث رحمانی حفظہ اللہ

جہیز: اسلامی شریعت میں

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے جواب میں کہ شادی سے قبل دولہا کی جانب سے دلہن کے سرپرستوں سے مطالبہ کیا جا سکتا ہے کہ ہماری مانگ کی ادائیگی پر آپ کی لڑکی سے ہم اپنے لڑکے کی شادی کر سکتے ہیں ورنہ رشتہ ہمیں منظور نہیں، کہیں اس مطالبہ کا نام تحفہ ہے، کہیں جوڑا کہیں تلک کہیں کنیم، کہیں ڈیمانڈ، کہیں سلامی، بہرحال مرض ایک ہی ہے نام مختلف۔

کہیں اس کے برعکس بھی ہوا کرتا ہے یعنی لڑکی کے سرپرستوں کی جانب سے لڑکے کے سرپرستوں کو یہ لالچ دی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگر آپ کے لڑکے کے ساتھ ہماری لڑکی کا نکاح ہو جائے تو ہم بخوشی اپنی جانب سے فلاں فلاں چیزیں بطور تحفہ دیں گے، کیا اس قسم کے مطالبات اور پیش قدمی کرنا شریعت محمدی میں روا ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو از روئے کتاب اللہ، حدیث رسول اور افعال صحابہ ثبوت دیں۔

اگر مذکورہ تینوں مقامات پر کوئی ثبوت نہ ہو تو ایسی صورت میں خلاف ورزی کرنے والوں پر کیا وعید ہے؟ مطلع فرما دیں، تاکہ عوام کے دلوں میں خوف خدا پیدا ہو، اور اس قسم کی گمراہی سے حتی الوسع بچیں۔

سائل : خالد العزیز

جواب : شادی سے قبل رشتہ کی بات چیت کے وقت لڑکے والوں کی طرف سے لڑکی کے سرپرستوں سے کسی بھی چیز کا مطالبہ کرنا اور رشتہ کی منظوری کو اس پر معلق اور موقوف کرنا، اور یہ کہنا کہ ہماری یہ مانگیں پوری کر دی... جائیں تب ہی یہ رشتہ منظور ہوگا اور ہم اپنے لڑکے کی شادی کریں گے، اور اگر یہ ہماری مانگیں پوری نہیں کی گئیں تو ہم شادی نہیں کریں گے۔ لڑکے والوں کی طرف سے یہ مانگنا اور مطالبہ کرنا اور اس کی

AsliAhleSunnet.com

ادائیگی کی شرط خواہ وہ مانگ نقدی ہو یا مختلف سامانوں کی یا جائیداد غیر منقولہ (مکان یا زمین) کی ہو بہرحال اس قسم کا مطالبہ اور اس کی ادائیگی پر شادی کو معلق اور موقوف کرنا عقلاً اور شرعاً ناجائز ہے۔ اور اس قسم کی شرطیں لگانے والے شرعاً گنہ گار ہیں۔

لڑکی والوں کی طرف سے رشتہ کی بات چیت کے وقت پیش قدمی کرتے ہوئے لڑکے والوں سے یہ کہنا کہ اگر یہ رشتہ آپ منظور کر لیں اور اپنے لڑکے سے ہماری لڑکی کی شادی کر دیں تو ہم جہیز میں نقد اور فلاں فلاں از قسم ملبوسات، اشیاء منقولہ اور غیر منقولہ دیں گے، ان کا یہ وعدہ کرنا بھی شرعاً غلط اور غیر صحیح ہے۔ لیکن اس بنا پر کہ ان کو اپنی لڑکی کے رشتہ کی ضرورت اور طلب ہے اور عام طور پر لڑکے بغیر اس کے رشتہ منظور نہیں کرتے اور لڑکیوں کی شادی مشکل سے ہوتی ہے۔ بنابریں وہ ترغیباً اور تحریصاً مختلف وجوہ سے جہیز کا وعدہ کرتے ہیں۔
اس مجبوری کی وجہ سے ان کا جرم فی الجملہ ہلکا ہو جاتا ہے، لیکن لینے اور دینے کی یہ رسم چاہے، اس کا جو بھی نام رکھ دیا جائے شرعاً ناجائز اور واجب الترک ہے۔

پہلی وجہ: ہر مسلمان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور آپ کے بعد صحابہ کرام کا اسوۂ حسنہ عملی نمونہ ہے، جس کی پیروی اور اتباع و اقتدار اس کے لیے ضروری ہے، پس ہمیں پیدائش، ختنہ، عقیقہ، منگنی اور شادی وغیرہ کی تقریب اور زندگی کے تمام امور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا چاہیے اور ان تقاریب کو اسی طرح انجام دینا اور گزارنا چاہیے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے انجام دیا ہے۔ عہد نبوی اور عہد صحابہ میں سوال میں ذکر کیے گئے مطالبات یا پیش قدمی کا وجود بالکل نہیں تھا، غرض یہ کہ شریعت میں اس رسم کی کوئی اصل اور بنیاد نہیں ہے۔

دوسری وجہ: ہر مسلمان کے لیے شریعت مطہرہ میں شادی کے موقع پر رشتہ طے کرنے کے وقت یا شادی کے بعد لڑکی والوں پر کسی قسم کا خرچ اور بوجھ نہیں رکھا گیا ہے، بلکہ سارا بوجھ لڑکی کا لڑکے پر رکھا گیا ہے۔ اسی بنا پر شوہر کو قوام کہا گیا ہے۔ ارشاد ہے: اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ (قرآن) پس لڑکے والوں کی طرف سے لڑکی کے سرپرستوں سے کسی چیز کا مطالبہ کرنا شریعت کے منشاء کے بالکل خلاف ہے۔"

تیسری وجہ: ہندوؤں وغیرہ میں لڑکیوں کو والدین سے میراث نہیں ملتی خواہ اس وجہ سے کہ ان کے مذہب

AsliAhleSunnet.com

میں یہ چیز ہے ہی نہیں یا اس وجہ سے کہ ان کے یہاں لڑکیوں کو میراث نہ دینے کا رواج اور دستور ہو گیا ہے، اس لیے لڑکے والے چاہتے ہیں کہ جیسے بھی ہو اور جس شکل میں بھی ہو لڑکی والوں سے زیادہ سے زیادہ مال و متاع حاصل کیا جائے، اسی لیے وہ شادی کے موقع پر مذکورہ مطالبہ اور مانگ کرتے ہیں، اور لڑکی والے ان کے مطالبہ کو پورا کرتے ہیں، انہیں کی دیکھا دیکھی مسلمان بھی اکثر جگہوں میں اپنی لڑکیوں کو میراث سے محروم رکھتے ہیں۔ اور عام طور پر مسلمانوں میں شادی کے موقع پر لڑکی والوں سے جہیز وغیرہ کا مطالبہ کرتے ہیں جو ایک عام رواج ہو گیا ہے، پہلی بات یعنی لڑکیوں کو میراث سے محروم رکھنا اسلامی قانون کے خلاف ہے اور غیر مسلموں کی پیروی کرنا ہے اور دوسری بات یعنی جہیز کا جبری مطالبہ یا اس کی پیش کش بے اصل ہونے کے ساتھ غیر مسلموں کی نقالی ہے بنا بریں واجب الترک ہے۔

چوتھی وجہ: لڑکے والوں کے مطالبہ کو پورا کرنے کے لیے بسا اوقات لڑکی والوں کو سودی قرض لینا پڑتا ہے یا زمین گروی رکھنی پڑتی ہے، اگر کسی کی کئی لڑکیاں ہوں تو اس کو ہر مرتبہ یہی کچھ کرنا پڑتا ہے، جس کے نتیجہ میں اس کو ہمیشہ مالی پریشانی، نیز معاشی اور اقتصادی تباہی سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس کی اس تباہی اور پریشانی کا سبب یہی مطالبہ اور پیشکش ہوتی ہے۔

پانچویں وجہ: جہیز وغیرہ مہیا کرنے میں بالعموم اسراف و تبذیر ہوتی ہے اور اسراف و تبذیر شرعاً ممنوع ہے۔

چھٹی وجہ: جہیز وغیرہ کے معاملہ میں عام طور پر ریا اور نام و نمود و فخر و مباہات اور شہرت طلبی و نمائش ہوتی ہے اور یہ سب چیزیں شرعاً ممنوع ہیں۔

ساتویں وجہ: لڑکی والے لڑکے والوں کا مطالبہ بالکل با دل ناخواستہ جبراً اور قہراً پورا کرتے ہیں، ان کا دل شاید ہی اس پر راضی ہوتا ہے اور کسی مسلمان کا مال بغیر اس کی خوشی اور دلی رضامندی کے دوسرے کے لیے حلال نہیں ہے، ارشاد ہے: "لا یحل مال امرئ مسلم الا بطیب نفسہ" الحدیث، (کسی مسلمان آدمی کا مال حلال نہیں ہے مگر اس کی دلی خوشی سے)

آٹھویں وجہ: جہیز میں بسا اوقات بے ضرورت کی چیزیں دی جاتی ہیں اور یہ مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ بے ضرورت اور فضول چیزوں میں اپنا پیسہ خرچ کرے۔

AsliAhleSunnet.com

نویں وجہ: مرد کی مردانگی اور شہامت اور غیرت اور قوامیت کے بالکل خلاف ہے کہ وہ اپنی بیوی اور اس کے سرپرستوں کے مال کی طرف تکے اور اس پر بھروسہ کرے اور اپنی تعلیم وغیرہ یا کسی بھی ضرورت میں اپنی ہونیوالی بیوی اور اس کے سرپرستوں کا زیر بار، احسانمند اور ممنون کرم ہو۔

دسویں وجہ: جو لڑکی والے مالدار اور پیسے والے ہوتے ہیں وہ تو لڑکے والوں کے مطالبات کسی طرح پورا کرتے ہیں یا جہیز کی مروجہ ملعون رسم پوری کرلیتے ہیں، لیکن جو لوگ کم حیثیت یا غریب ہوتے ہیں اور ان کے ایک یا ایک سے زیادہ لڑکیاں ہوتی ہیں، ان کے لیے لڑکے والوں کا مطالبہ پورا کرنا یا جہیز کی رسم پوری کرنا سخت مشکل ہوتا ہے اور لڑکی اس کے لیے ایک عذاب اور مصیبت بن جاتی ہے۔ عدم استطاعت کی بنا پر کہیں رشتہ طے نہیں ہوتا جس کا نتیجہ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ لڑکی معاشرہ کی خرابی کی وجہ سے غلط کاری میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اور اس کے بعد جو بھیانک نقشہ پیش آتا ہے، اس کو زبان وقلم بیان کرنے سے قاصر ہے۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ لڑکی کے ولی اور سرپرست اور ذمہ دار نے لڑکی کے رشتہ سے مایوس ہوکر اور اس کی وجہ سے پریشانی اور رنج وغم کے غلبہ کے باعث خودکشی کرلی ہے یا خود لڑکی ہی نے والدین کے رنج وغم اور فکر وپریشانی کو دیکھ کر خودکشی کرلی ہے

اگیارہویں وجہ: جو چیز شرعاً لازم نہ ہو، بلکہ محض مباح یا مستحب ہو، اس کو اعتقاداً اور عملاً یا صرف عملاً اپنے اوپر لازم کرلینا اور اس کو پابندی کے ساتھ انجام دینا اور کبھی اس کے خلاف نہ کرنا شرعاً جائز نہیں ہے بلکہ یک گونہ شیطان کا اتباع کرنا ہے، اور اگر وہ کام مباح کے درجہ میں نہ ہو اور اس میں طرح طرح کے مفاسد ہوں تو اس کا التزام بلاشبہ شیطانی کام ہے۔ بنا بریں لڑکے والوں کی طرف سے شادی کے وقت مذکورہ مطالبہ یا لڑکی والوں کی طرف سے پیش قدمی اور جہیز کا دعویٰ اور اس کی ادائیگی اور جہیز کی رسم پوری کرنے کا التزام بلاشبہ التزام مالایلزم، غیر ضروری کو ضروری کرلینے کا مصداق ہونے کی وجہ سے شیطان کا اتباع ہے۔

بارہویں وجہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سرپرست اور ولی ہونے کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھی سرپرست اور ولی تھے، اور ہر ولی اور سرپرست کے لیے ضروری ہے کہ وہ لڑکے کی شادی کے ساتھ اس کے لیے گھر اور ضروری گھریلو سامان کا انتظام کرلے، جبکہ اس کے لیے اپنے ساتھ

AsliAhleSunnet.com

رکھنے کی گنجائش نہ ہو۔ بنا بریں حضرت فاطمہؓ کی شادی کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چند گھریلو سامان (چمڑے کا گدا، پانی کا گھڑا، چکی، شوش کی چادر) دیا تھا اور ان دونوں کے رہنے سہنے کے لیے گھر کا انتظام کسی طرح کیا تھا، لیکن یہ جہیز کی مروجہ رسم کے طور پر ہرگز نہیں تھا، بلکہ اس لیے تھا کہ حضرت علیؓ کے بھی آپ ہی ولی اور سرپرست تھے، اور ان کا گھر بسانے کی صورت میں مکان اور مذکورہ چیزوں کا مہیا کرنا بحیثیت ولی کے آپ کے ذمہ آتا تھا۔ جیسا کہ ہر باپ اپنے لڑکے کے لیے اس قسم کا انتظام کیا کرتا ہے، اور ظاہر ہے کہ اس صورتحال کو جہیز کی مروجہ رسم سے کوئی ادنیٰ سی بھی مناسبت نہیں۔ پس حضرت فاطمہؓ کی شادی کے موقع پر آپ کی طرف سے دونوں کو جو کچھ دیا گیا اس کو جہیز کی مروجہ ملعون رسم کے ثبوت میں پیش کرنا بالکل غلط اور نادرست ہے۔

تیرہویں وجہ: لڑکی والوں کی طرف سے پیشکش اور وعدہ کرنے کی صورت میں لڑکے والے ان کے وعدہ پر اعتماد کر کے رشتہ منظور کر لیتے ہیں اور شادی ہو جاتی ہے تو اس کے بعد ایسا بھی ہوتا ہے کہ لڑکی والوں کی نیت بدل جاتی ہے اور وہ قصداً باوجود استطاعت کے وعدہ پورا نہیں کرتے یا بوجہ عدم استطاعت وعدہ پورا نہیں کر پاتے، جس کے نتیجہ میں فریقین کے تعلقات خراب ہو جاتے ہیں اور باہمی کشمکش پیدا ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے لڑکی کی زندگی خراب اور اجیرن ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں اس قسم کی پیشکش اور اس پر اعتماد کیوں کر درست ہو سکتا ہے۔

شادی کی نسبت کے وقت لڑکے والوں کی طرف سے ہونے والا مطالبہ یا لڑکی والوں کی طرف سے پیشکش اور وعدہ اور مروجہ جہیز کا لین دین یہ ایسی سماجی برائی اور معاشرہ کی خرابی ہے کہ اس پر پابندی عائد کرنے کے لیے ہندوستان کی مختلف ریاستیں، بہار، اڑیسہ، مغربی بنگال، ہریانہ، پنجاب، ہماچل پردیش وغیرہ بہت پہلے قانون بنا چکی ہیں اور مرکزی حکومت نے بھی ایک مبسوط اور جامع قانون بنانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اس کے باوجود یہ سماجی برائی کم نہیں ہو رہی ہے بلکہ ہندوستان کے تقریباً تمام فرقوں میں بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ اس قسم کی برائیاں محض قانون بنا لینے سے ختم نہیں ہو سکتیں جب تک کہ قانون پر عمل کرنے میں سختی سے کام نہ لیا جائے، اور قانون پر عمل کرانے والے دیانتدار اور مخلص نہ ہوں۔

ہمارے نزدیک مسلمانوں سے جہیز کی لین دین کی لعنت ہو یا اس کے علاوہ اور کوئی دوسری غیر شرعی رسم اس کو دور کرنے اور اٹھانے کے لیے بہتر طریقہ یہ ہے کہ علماء اپنے وعظ و تقاریر و خطبات جمعہ و عیدین میں

(بقیہ صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ)

AsliAhleSunnet.com

صوفی نذیر احمد کاشمیری

اصحابِ عزیمت کی ناقدری

"امام احمد بن حنبلؒ، ابن تیمیہؒ اور ابوالکلام آزادؒ پر بعض اشتہاری طالع آزماؤں کی تنقید

مولوی وحید الدین خان مدیر "الرسالہ" نے حضرت امام احمد بن حنبل کے خلق قرآن کے خلاف موقف کو غیر اہم اور غیر ضروری قرار دے کر نہایت غیر موزوں لب ولہجہ میں ان پر حملہ کیا ہے، اس لیے ذیل کی سطور قلم بند کی گئیں۔

جب عربی زبان میں یونانی و ہندی علوم ترجمہ ہو کر رائج ہوئے تو نبی امی کی امتِ امیہ میں ان سے انتشار پیدا ہوا، جس سے امت میں فرقہ معتزلہ کا ظہور ہوا۔ اور انھوں نے وحی الٰہی کے سادہ اور فطری استدلال کو منطقی استدلال سے بدلنا شروع کیا اور علماءِ حق نے اس کی مخالفت کی۔ معتزلہ کی اس نئی اختراع میں سب سے خطرناک مسئلہ خلقِ قرآن کا تھا۔ وہ دراصل ذاتِ باری کو صفاتِ باری سے علیحدہ کر کے منطقیانہ انداز پر پیش کرتے ہوئے عبودیت کی ساری یقینی کائنات کو منطقیانہ گورکھ دھندا بنا رہے تھے اور حقیقت میں عبد و معبود کے قلبی رابطے کو منقطع کرتے ہوئے یونانی تہذیب و تمدن کے مطابق ملتِ اسلامیہ کی تعمیر جدید کرنے کا خواب دیکھ رہے تھے۔ چونکہ حکومتِ وقت معتزلہ کے زیر اثر آچکی تھی لہٰذا اس کی طاقت کو استعمال کرتے ہوئے انھوں نے علماء اسلام کو ہمنوا کرنے کی کوشش کی مگر امام احمد بن حنبلؒ نے اس ہم آہنگی سے صاف انکار کر دیا۔

اصل سوال: اللہ پاک اپنی ذات کو اپنی صفات کے ساتھ لیے ہوئے ازل و ابد پر محیط ہے، لہٰذا صفاتِ الٰہی قطعاً غیر مخلوق ہیں۔ معتزلہ ایک شیطانی چکر کاٹ کر اور ذات و صفات کو دو خانوں میں بانٹ کر صفات کو حادث بتا رہے تھے۔ مگر جو خدا صفاتِ کمال سے مجرد ہے وہ مخلوقات کے کیا کام آسکتا ہے، اس لیے کہ مخلوق

AsliAhleSunnet.com

کا ذرہ ذرہ لاتعداد حاجات میں گھرا ہوا ہے اور انھیں ہر آن ایک حاجت روا کی ضرورت ہے اور اس مقام پر مذہبی تعلیم یہ ہے کہ ،، ولله الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا ـ،، اللہ کے بے شمار صفاتی نام ہیں لہذا اپنی حاجت روائی کے لیے اُسے انھیں اسمائے حسنیٰ کے ذریعہ پکارو ۔ اور اگر نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ صفات کمال سے مجرد محض ہے تو اسے پوچھنے اور پکارنے کا کیا مطلب ہوا؟ لہذا معتزلہ وغیرہ کے اس اعتقاد کی رو سے عبودیت کی شہ رگ ہی کٹ جاتی ہے اور مذہب ایک خشک منطقی گورکھ دھندا رہ جاتا ہے۔ امام احمد بن حنبل نے معتزلہ کے اس خدع ومکر کا تار و پود اپنے انکار مجرد سے بکھیر دیا۔ انھوں نے منطقیانہ دلیل کے خارزار میں جانے سے صاف انکار کر دیا اور صرف اس بات پہ ثبات دکھایا کہ: القرآن کلام اللہ غیر مخلوق۔ قرآن اللہ کا کلام ہے (جو اس کی صفت ہے) لہذا وہ مخلوق نہیں ہو سکتا۔

حق کو ثابت کرنے کے لیے ہمیشہ منطقیانہ استدلال کی ضرورت نہیں ہوتی اس کے لیے صرف استقامت کی ضرورت پڑتی ہے، اگر خدا استقامت بخش دے تو وقت آنے پر باطل کے قدم خود بخود اکھڑ جاتے ہیں احمد بن حنبل نے یہی استقامت دکھائی اور تا ابد اہلِ حق کا امام احمد بن حنبل بن گیا۔

کیوں مولوی وحیدالدین صاحب! امام احمد کا یہ موقف غیر ضروری ہے؟ جیسا کہ آپ کا اعلان ہے۔ یا کہ یہ وہ استقامت علی الحق تھی جس نے تاریخ کا رُخ پھیر دیا۔ میرا مشورہ ہے کہ آئندہ کے لیے داعیانِ حق میں شمولیت کے دعوے سے قطعاً دست بردار ہو جائیے اور توبہ کیجیے اور اپنی اصل حیثیت پر قانع ہو جائیے ؎

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی

ابن تیمیہ: تاتاری حملے نے نصف یا کم از کم تیسرے حصۂ دنیا کو تہ و بالا کرتے ہوئے بالآخر عباسی خلافت کو بھی پامال کر دیا اور جب ان کی فوجوں نے شام و مصر کا رخ کیا تو ابن تیمیہ نے تجدید دین کی قلمی شکل کو ملتوی کر کے تاتاریوں کا مقابلہ کرنے کے لیے مصر کے حکمراں ملک مظفر کو آمادہ کرنے کی کوشش کی۔۔۔ اکثر علماء اور ذی اثر لوگوں نے ان سے کہا کہ کس طوفان کا سامنا کرنا چاہتے ہو تو اس بندۂ خدا کے لیے یہ آسان تھا کہ وہ یہ جواب دیتا کہ ہم کو اس موقع پر راہِ شہادت اختیار کرنی چاہیے مگر ابن تیمیہ کی زبان سے اللہ پاک نے یہ بات کہلائی کہ اس ظالم ہجوم کو شکست دی جائے گی بعض علماء نے کہا کہ اے امام! انشاءاللہ ہو!

AsliAhleSunnet.com

مگر اس مجاہد فی سبیل اللہ نے ان کا عزم بڑھاتے ہوئے کہا۔ " انشاء اللہ تبرکا لا تعلیقاً"، انشاء اللہ تبرکاً کہتا ہوں، بطورِ شرط نہیں۔" اس لیے کہ جب حق و باطل کا سامنا ہوتا ہے تو حق ہی "باذن اللہ" باطل پر غالب آتا ہے۔

کیوں مولوی وحید الدین صاحب! ایسے عاشقان پاک طینت کی گرد سر راہ بننا آپ لوگوں کے لیے باعث عزت و افتخار ہے یا کہ ان کے ذکر خیر کے بجائے ان کی تحقیر کرنا؟ جو عند اللہ رسوائی کی دلیل ہے۔

آزاد: جب پہلی جنگ عظیم کے بعد عبائے خلافت تار تار ہوگئی اور اسلامی ممالک کو اتحادیوں نے باہم بانٹ لیا تو مجاہدین حق کے ایک بڑے گروہ نے فیصلہ کیا کہ جب تک برطانوی شہنشاہیت کا خاتمہ نہیں ہوتا اس وقت تک اسلامی دنیا کے اتحاد کا کوئی امکان نہیں ہے لہذا مشرق کی نو آبادیاتی بستیوں میں مغربی استعماریت کو ختم کرنا ان سب مسلمانوں کے جہاد فی سبیل اللہ ہی کی ایک صورت تھی۔ یہ جہاد کی ایک ناقص اور خطرناک شکل تھی مگر پامردی و جانبازی اس کی روح تھی۔ ابو الکلام آزاد انہیں لوگوں کا ایک نمایاں فرد تھا

دینی انقلاب: ابو الکلام نے جہادِ آزادی میں پوری طرح پر شمولیت کی بلکہ پہلے کلکتہ میں "انجمن حزب اللہ" کا قیام کیا جہاں آئندہ نسل کو دینی خدمات کے لیے ٹریننڈ کرنے کا سامان کیا جاتا تھا۔ وقت کے قابل ترین افراد سے در پردہ بیعتِ جہاد بھی لی جاتی تھی۔ ملک سے اسلام کے تعارف کے سلسلے میں ابو الکلام کا یہ کام تھا۔ میرے واقفوں میں سے مولوی سبحان اللہ گورکھپوری، قاضی احمد حسین ایم پی گیاوی، مولوی عبد المجید حریری بنارسی، اسی سلسلۂ بیعت کے تین نمایاں شریک تھے۔ لیکن قدامت پسند علماء نے پورے ملک میں اس تنظیم کے خلاف ایک سازش شروع کردی۔ اور ابو الکلام نے صرف تفرقہ فی الملۃ سے بچنے کے لیے اس وقت حزب اللہ کے پروگرام کو بند کردیا۔ اور ان قدامت پسندوں سے کہدیا کہ اب مخالفت ترک کردو، اس لیے کہ جس چیز کی تم مخالفت کرتے تھے وہی ختم کی جارہی ہے۔

کہیے وحید الدین صاحب! ابو الکلام کا یہ کام تعارف اسلام نہ تھا۔؟

شبلی نعمانی کی صرف سیرت نبوی کو پڑھ لو اور اندازہ کرلو کہ کیا وہ اپنے وقت کے لحاظ سے اسلام کے تعارف کی انسائیکلوپیڈیا نہیں ہے؟۔ پھر دار المصنفین کے ادارے نے جس طرح ساری تاریخ اسلام سے ہندوستان کو روشناس کرایا اور خود ندوۃ العلماء کو جو نیا رنگ دیا، وہ تعارف اسلام نہیں ہے؟ معلوم نہیں کہ تعارف کے

(باقی ص ۵٦ پر)

تحریکات

جمعیۃ الشبان المسلمین

اور اس کی سرگرمیاں

"جمعیۃ الشبان المسلمین" نوجوانانِ اہلحدیث بنارس کی قدیم تنظیم ہے جو ۱۹۳۹ء میں قائم ہوئی۔ اس کے اولین معماروں میں جناب مولانا عبدالمجید صاحب الحریری، جناب مولانا عبدالمتین صاحب اور دوسرے اعیانِ جماعت مرحومین و مغفورین تھے۔ اس تنظیم کا اولین مقصد نوجوانانِ اسلام کے اندر دینی بیداری اور حمیت پیدا کرنا، ان کو دعوت و تبلیغ کے کام کے لیے آمادہ کرنا اور مسلمانوں کو عموماً کتاب و سنت کی دعوت دینا اور رسوم قبیحہ کی بیخ کنی کرنا ہے۔

اس مقصد کے حصول کے لیے جمعیۃ مختلف پروگراموں پر عمل کرتی رہی، حسب ضرورت شہر کے مختلف مقامات پر دینی جلسوں اور تبلیغی اجتماعات کو منعقد کیا جاتا۔ لوگوں سے ان کے گھروں پر جا کر ملاقات کی جاتی اور ان کو اسلامی شعائر کی پابندی کرنے پر ابھارا جاتا اس کے علاوہ دینی و اصلاحی پمفلٹ اور کتابچوں کو شائع کر کے عوام میں مفت تقسیم کیا جاتا۔

بفضلہ تعالیٰ یہ پروگرام چلتا رہا، البتہ یہ ضرور ہوا کہ حالات کا شکار ہو کر کبھی کبھی جمعیت پر جمود اور تعطل بھی طاری ہو جاتا، لیکن جلد ہی اللہ تعالیٰ کوئی ایسا بندہ پیدا کر دیتا جو اس جمود کو توڑ کر جمعیت میں نئی روح پھونکتا اور تبلیغی کام دوبارہ مستعدی اور تیزی سے انجام پانے لگتا۔ اور دینی جلسوں کی ہر طرف دھوم مچ جاتی۔

گزشتہ چند سالوں سے جمعیت دوبارہ تعطل کا شکار ہو گئی تھی۔ لیکن خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ نوجوانوں کو اپنے فرائض کا احساس ہوا اور جماعت کے سربرآوردہ و ذمہ دار افراد کی سرپرستی میں مورخہ بعد نماز جمعہ جمعیت کی نشاۃ ثانیہ ہوئی اور اس کے پروگراموں کو مستحکم اور تیز تر کرنے کے لیے نیا انتخاب عمل میں آیا اور مندرجہ ذیل عہدیدار و اراکین قرار پائے۔

AsliAhleSunnet.com

۱۔ مولانا محمد یونس صاحب مدنی : صدر ۲۔ مولانا سعید میسور صاحب مدنی : نائب صدر
۳۔ مولانا احسن جمیل صاحب مدنی : سکریٹری ۴۔ مولانا عبد العزیز صاحب سلفی (ادارتی) نائب سکریٹری
۵۔ جناب عبد الظاہر صاحب : خازن ۶۔ جناب اعظم رشدی صاحب : محاسب
۷۔ مولانا عبید اللہ ناصر صاحب : سکریٹری برائے نشر واشاعت ، ۸۔ مولانا محمد زبیر صاحب سلفی معاون سکریٹری نشر واشاعت
۹۔ مولانا زید احمد صاحب سلفی معاون سکریٹری برائے نشر واشاعت ۱۰۔ مولانا عبد الرحمن صاحب : معاون سکریٹری برائے نشر واشاعت
۱۱۔ مولانا ریاض الدین صاحب : معاون سکریٹری برائے نشر واشاعت ، ۱۲۔ مولانا عبید اللہ طاہر صاحب : رکن
۱۳۔ حافظ راشد جمال صاحب : رکن ۱۴۔ حافظ عبید اللہ صاحب : رکن
۱۵۔ جناب محمد الحق صاحب : رکن ۱۶۔ جناب ابو القاسم صاحب : رکن
۱۷۔ جناب ارشاد احمد صاحب : رکن ۱۸۔ فضل الرحمن صاحب : رکن
۱۹۔ جناب عبد اللہ شاہد صاحب : رکن ۲۰۔ جناب عبد الباسط صاحب : رکن
۲۱۔ حبیب الرحمن صاحب : رکن

الحمد للہ اب جمعیۃ اپنی نشأۃ ثانیہ کے بعد پورے جوش وخروش اور مستعدی کے ساتھ اپنے فرائض منصبی انجام دے رہی ہے۔

جمعیۃ الشبان المسلمین کے اغراض ومقاصد مندرجہ ذیل ہیں :

اغراض ومقاصد :

۱۔ مسلمانوں کو توحید خالص اور سنت صحیحہ کی پابندی پر آمادہ کرنا۔

۲۔ شرک وبدعات اور رسوم قبیحہ کی بیخ کنی کرنا۔

۳۔ غیر مسلموں کو قرآنی حکمت وموعظت کے ساتھ اسلام کی دعوت دینا۔

۴۔ نوجوانان اسلام کے اندر صحیح دینی اسپرٹ پیدا کرنا اور ان کو اسلامی تعلیمات کی طرف مائل کرنا۔

۵۔ ایسے صالح مبلغین تیار کرنا جو وعظ وارشاد کے فرائض انجام دیں اور لوگوں کو خالص اسلامی تعلیمات کی طرف دعوت دیں۔

۶۔ پوری ملت اسلامیہ کو کتاب وسنت کی روشنی میں دعوت اتحاد دینا۔

۷۔ علوم دینیہ بالخصوص علوم کتاب وسنت کی خدمت اور ان کی ترویج واشاعت کرنا۔

AsliAhleSunnet.com

۸۔ دینی و اصلاحی پمفلٹ اور کتاب کی اشاعت کے ذریعہ عوام کی اصلاح کی کوشش کرنا۔

سرگرمیاں:

مندرجہ بالا مقاصد کی تکمیل کے لیے جمعیۃ جن پروگراموں کو چلا رہی ہے، ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ **درسِ قرآن:** روزانہ نمازِ فجر کے بعد مسجد اہلحدیث طیب شاہ میں درس قرآن ہوتا ہے۔

۲۔ **درسِ حدیث:** شہر کی مختلف مسجدوں میں درس حدیث کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا ہے جو ہفتہ میں ایک روز (بعض مساجد میں اتوار کو اور بعض میں منگل کو) بعد نمازِ عصر یا بعد نمازِ مغرب ہوا کرتا ہے۔

۳۔ **سالانہ اجلاس عام:** جمعیۃ نے یہ طے کیا ہے کہ سال میں چار اجلاس عام منعقد کیے جائیں۔ چنانچہ اس کا پہلا اجلاس عام ۲۴؍نومبر ۱۹۸۴ء کو بمقام میدان سعیدیہ لائبریری مدنپورہ منعقد ہوا، جس کی مختصر رپورٹ ماہ جنوری کے ماہنامہ محدث میں شائع ہو چکی ہے، اور دوسرا اجلاس عام ان شاء اللہ عنقریب منعقد ہوگا۔

۴۔ **تبلیغی اجتماعات:** جمعیۃ کی طرف سے ہر ماہ ۴ تبلیغی اجتماعات منعقد ہوتے ہیں۔ وہ شہر کے اندر اور اطرافِ شہر میں کسی مناسب مقام پر۔ ان اجتماعات میں جمعیت کے اراکین پورے جوش و خروش کے ساتھ حصہ لیتے ہیں، اگرچہ ہمارا دائرۂ عمل ابھی ضلع بنارس کے اندر محدود ہے، لیکن اب ہماری کوشش یہ ہے کہ اپنے دائرۂ عمل کو وسیع کیا جائے اور ضلع کے باہر بھی اپنے اجتماعات منعقد کیے جائیں۔

۵۔ **طلبہ کا تقریری پروگرام:** جو مقامی طلبہ تقریر کا شوق رکھتے ہیں ان کی تقریری مشق کے لیے طلبہ کا ایک تقریری پروگرام ہوتا ہے جو ہر پندرہ روز پر الجمعہ کے روز بعد نمازِ عشاء شہر کی کسی مسجد میں منعقد ہوتا ہے۔ جس میں طلبہ اپنے منتخب کردہ موضوع پر دینی اور اصلاحی تقریریں کرتے ہیں اور پھر اثنائے تقریر جو کچھ ان سے غلطیاں ہوتی ہیں، پروگرام کے اختتام پر صدر جمعیۃ مولانا محمد یونس صاحب مدنی ان کی نشاندہی کرتے ہیں اور طلبہ کو زیادہ سے زیادہ محنت کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

۶۔ **دینی و اصلاحی پمفلٹ کی نشر و اشاعت:** جمعیۃ نے نشر و اشاعت کے لیے ایک سب کمیٹی تشکیل دی ہے جس کا کام یہ ہے کہ حسبِ ضرورت وقتاً فوقتاً دینی و اصلاحی پمفلٹ اور کتاب شائع کر کے لوگوں میں مفت تقسیم کرائے۔ چنانچہ اب تک محفل میلاد سے متعلق ایک پمفلٹ، جہیز پر ایک پمفلٹ اور نماز کی اہمیت پر ایک ہینڈبل منظرِ عام پر آ چکی ہے، اور کچھ دوسرے پمفلٹ جلد ہی منظرِ عام پر آنے والے ہیں۔

(بقیہ ص ۵۶ پر)

AsliAhleSunnet.com

مولانا محمد مستقیم صاحب سلفی

مولانا محمد سعید بنارسی کی مزید تصنیفات

اس سے قبل ماہنامہ محدث کے شمارہ ۶،۷، جلد ۲ بابت ماہ جون و جولائی ۱۹۸۴ء میں مولانا محمد سعید صاحب بنارسی کی ۲۵ تصانیف کا تعارف پیش کیا جا چکا ہے۔ مزید تحقیق و تلاش کے بعد جو کتابیں دستیاب ہوئیں انھیں بطور استدراک پیش کیا جا رہا ہے۔

(اردو) صفحات ۲۳۶ طبع اول ۱۳۰۸ھ

(۲۶) صیانۃ المقتصدین عن تلبیسات نصرۃ المجتہدین : مطبع صدیقی محلہ سادھوان لاہور

شیخ محی الدین صاحب لاہوری نے ایک کتاب مسمیٰ بہ "الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین" لکھ کر شائع کی، جس میں انھوں نے ایک سو مسائل فقہ حنفی کی معتبر کتابوں سے نقل کر کے قرآن و حدیث کے خلاف ثابت کیا، اس کا جواب مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے "نصرۃ المجتہدین" کے نام سے لکھ کر وکیل احمد سکندر پوری کے نام سے شائع کیا، صیانۃ المقتصدین اسی (نصرۃ المجتہدین) کے جواب میں ہے۔

(اردو) صفحات ۲۴ طبع اول ۱۳۰۲ھ

(۲۷) الشبع والری بالرد علی عبدالحی : مطبع سعید المطابع، بنارس

یہ رسالہ "خاتمۃ الطبع میزان الاعتدال" اور "الرفع والتکمیل" مولفہ مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی کے جوابات پر مشتمل ہے۔ مولانا لکھنوی نے "میزان الاعتدال" للذہبی کو نئے سرے سے طبع کرانے کے بعد اس کی صحت و تکمیل کا دعویٰ کرتے ہوئے ان دونوں رسالوں کو لکھا، حالانکہ انھوں نے اپنی حد بھر اس (میزان الاعتدال) میں کتر بیونت کر دی تھی جس کی نشاندہی مولانا بنارسی نے اپنے اس رسالہ کے ذریعہ کی۔

(اردو) صفحات ۸ طبع اول ۱۳۰۲ھ

(۲۸) کیفیت مناظرۂ جوناگڈھ[1] : مطبع سعید المطابع، بنارس

---

[1] اس رسالہ کو مولانا لکھنوی نے مصلحۃً مولوی محمد عثمان کے نام سے شائع کیا تھا۔

AsliAhleSunnet.com

یہ مختصر رسالہ اس مناظرہ کی مکمل روئداد ہے جو مولانا محمد سعید صاحب محدث بنارسی اور مولوی ولی محمد صاحب کے مابین بمقام جونا گڈھ ہوا تھا۔ موضوع مناظرہ "وجوب تقلید شخصی" تھا۔ مولانا بنارسی کی سخت گرفت سے عاجز آکر مولوی ولی محمد صاحب نے یہ کہہ کر چھٹی لی کہ "ہم نے اپنی رائے اور استقرار سے اپنے مذہب کو قرآن و حدیث کے موافق پاکر پکڑا۔"

(۲۹) جواب الجواب سوالاتِ خمسہ : (اردو) صفحات ۱۴ طبع اول ۱۳۰۵ھ مطبع سعید المطابع بنارس

مولانا محدث بنارسی نے اپنے پرچہ "نصرۃ السنۃ" نمبر۱ جلد نمبر۱ و نمبر۱ جلد نمبر۲ میں آیت اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کی نسبت مفصل بحث کرتے ہوئے براہین ساطعہ سے ثابت کیا تھا کہ اس آیت کو تقلید شخصی سے کچھ علاقہ نہیں ہے اور ساتھ ہی "اولی الامر" کے متعلق مندرجہ ذیل پانچ سوالات علماء مقلدین سے کیے تھے جس کا جواب مولوی احمد صاحب نے ضمیمہ اخبار شحنۂ ہند مطبوعہ ۱۶ اگست ۱۸۸۰ء میں شائع کیا۔ مذکورہ رسالہ اسی کا جواب الجواب ہے۔

سوال نمبر۱ : اولی الامر سے کون لوگ مراد ہیں (۲) خلفاء اربعہ مجتہد مستقل تھے یا نہ تھے۔ اگر تھے تو ان کی تقلید کیوں نہ کی گئی، لوگ عمری، عثمانی، علوی کیوں نہ کہلائے (۳) یہ آیت جس میں "اولی الامر" کا ذکر ہے، جب نازل ہوئی تو اس وقت بھی اس پر عمل کرنا ضروری تھا یا ائمہ اربعہ کے بعد ہوا۔ اگر اس وقت بھی عمل ضروری تھا تو ائمہ اربعہ کے زمانہ کے قبل کون "اولی الامر" تھے، جنکی تقلید ضروری تھی۔ اور اب ان کی تقلید کیوں جاتی رہی۔
(۴)[1] پہلے اولی الامروں کی تقلید چھوڑ کر پچھلوں کی تقلید کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے تو پہلے اولی الامر حضرت ابوبکر صدیق رض، عمر رض، عثمان رض، علی رض، شریح وغیرہم، صحابہ و تابعین میں سے جو اولی الامر تھے ان کی تقلید

---

[1] اس چوتھے سوال کا جواب منجانب حنفیہ یہ ہے "پہلے اولی الامر کی تقلید ترک کرنا جائز نہیں ..... علمائے حنفیہ نے نہ تقلید خلفاء و صحابہ ترک کی نہ بخاری و مسلم کی، سب کے مقلد ہیں"۔ مولانا بنارسی جواباً لکھتے ہیں "آپ ہی انصاف سے کہیے، جب آپ ہزاروں کے مقلد ٹھہرے تو تقلید شخصی کہاں رہی، جو لوگ ائمہ اربعہ کے اقوال پر عمل کرتے ہیں وہ تو غیر مقلد کہلائیں اور آپ باوجود ہزاروں کی تقلید کے مقلد بنے ہیں اور نیز یہ آپ کا کہنا بھی سراسر خلاف ہے امام ابوحنیفہ نے صدہا جگہ خلفاء و صحابہ و بخاری و مسلم کا بغیر دلیل خلاف کیا ہے۔

AsliAhleSunnet.com

کیوں ترک کرکے ائمہ اربعہ کی جو متاخرین میں سے ہیں کی گئی۔ (۵) لفظ اولی الامر سے ائمہ اربعہ ہی کی تقلید کا حصر ہے یا نہیں اگر ائمہ اربعہ ہی کی تقلید کا حصر ہے تو پھر امام محمد و ابو یوسف وغیرہما کی تقلید کیوں کی جاتی ہے اور اگر ائمہ اربعہ کی تقلید کا حصر نہیں ہے تو پھر اوروں کی تقلید کیوں نہیں کی جاتی اور اگر کوئی اوروں کی تقلید کرے تو اس کو کیوں لا مذہب بنایا جاتا ہے۔

(اردو) صفحات ۶۴ طبع اول ۱۳۰۵ھ

(۳۰) اکرام اہل الایمان : مطبع سعید المطابع بنارس

«اخبار شحنۂ ہند» یکم جولائی ۱۸۸۸ء میں مولانا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی نے ایک مضمون شائع کیا، جس میں انتقال زکوٰۃ ایک شہر سے دوسرے شہر کی جانب کو جائز نہ ہونے پر زور دیتے ہوئے مولانا بنارسی کی ذات اور ان کے مدرسہ پر اعتراض کیا تھا، یہ کتاب اسی کے جواب پر مشتمل ہے۔

صفحات ۱۲ طبع اول ۱۸۸۴ء

(۳۱) جوابِ توبہ نامہ : مطبع پبلک اودھ پیٹن

یہ کتاب ایک چو ورقی رسالہ «توبہ نامہ» مصنفہ مولوی عبدالصمد بنارسی اور دوسرا رسالہ «کشف الاخبار» کے جواب پر مشتمل ہے۔ ان دونوں رسالوں میں یہ لکھا گیا تھا کہ سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی نے مکہ میں توبہ کی اور کہا کہ «میں توبہ کرتا ہوں عقیدۂ وہابیہ سے اور میں حنفی المذہب ہوں»۔ تب ان کو چھٹکارا ملا۔

(اردو) صفحات ۲۰ طبع اول ۱۲۹۸ھ

(۳۲) اعلام اہل الانصاف عما صدر من مولف تحفۃ الاحناف : مطبع ہتکاری پریس لکھنؤ

حافظ عبدالشکور ساکن ٹانڈہ ضلع فیض آباد نے ایک رسالہ «تحفۃ الاحناف» لکھا جس میں انھوں نے شادی بیاہ میں بارات کی اباحت کا فتویٰ دیتے ہوئے تقلید شخصی پر زور دیا ہے، اس کے بعد یہ لکھا ہے کہ کبھی ایک کبھی تین کبھی پانچ رکعت وتر پڑھنا شرعاً جائز نہیں۔ ساتھ ہی بیس رکعت تراویح پڑھنے پر موضوع روایات پیش کرکے اسے صحیح کہا، مولانا بنارسی نے ان تمام دلائل کا اچھی طرح قلع قمع کیا ہے۔

اس کتاب کی تاریخ طبع پر چند اشعار کہے گئے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے ؎

سرخرو ہو کر پڑھو تاریخ سال ؎ ہو گئی مذبوح بدعت واہ واہ

۹۸ ھ ۱۲

AsliAhleSunnet.com

(۳۳) کیفیت مقدمات مسجد بڑی تکیے (واقع دارانگر بنارس) (اردو) صفحات ۴۶ طبع اول ۱۸۸۶ء/۱۳۰۴ھ
مطبع سعید المطابع بنارس

مسجد اہلحدیث دارانگر کے سلسلہ میں جو مقدمات و پریشانیاں مولانا محمد سعید صاحب محدث بنارسی کو لاحق ہوئی تھیں اس رسالہ میں اسے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ یہی وہ مسجد ہے جس میں نماز کے لیے وضو کرتے وقت اور اسی طرح کچہری کے اندر حنفیوں نے آپ کو اتنا مارا تھا کہ آپ لہولہان ہوگئے تھے۔ مزید برآں آپ پر حکومت کے باغی ہونے کا الزام لگاکر آپ کو سزا دلوانے کی بھرپور کوشش کی تھی۔ یہ تمام واقعات الگ الگ عنوان سے اس رسالہ میں درج کیے گئے ہیں۔ اخیر میں ۸ صفحات کا ایک ضمیمہ ہے جو مقدمات مساجد کے سلسلہ میں ہے۔ اسے ملاکر اس رسالہ کے صفحات ۴۶ ہوتے ہیں۔

(۳۴) خلاصۃ المعتقد المنتقد (اردو) صفحات ۱۳۲ طبع اول ۱۳۰۶ھ
مطبع سعید المطابع، بنارس

یہ کتاب نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "المعتقد المنتقد" کی تلخیص ہے، اس میں ہر فریق اہلسنت کے سترہ مذاہب کے عقائد کو جمع کیا گیا ہے۔ جیسے عقائد امام ابوحنیفہ، عقائد اشعری، عقائد بیہقی، عقائد امام غزالی، عقائد امام تستری، عقائد امام صابونی وغیرہ

مولانا محدث بنارسی نے صرف اس کتاب کی تلخیص پر اکتفا کیا ہے۔ اپنی جانب سے کچھ بھی اضافہ نہیں کیا ہے جیسا کہ اس کتاب کے ص ا پر لکھتے ہیں کہ: "نواب صاحب نے ایک رسالہ مسمی المعتقد المنتقد لکھا ہے جس میں تمام فرق سنت جماعت کے عقائد کو تفصیل سے لکھ کر اس پر انتقاد بھی کیا ہے، چونکہ یہ رسالہ بالفعل عزیز الوجود ہے، اہلحدیث اس پر مطلع نہیں ہوئے، اس لیے اس عاجز خیر خواہ اہلحدیث نے مناسب جانا کہ اس رسالہ کا خلاصہ کیا جائے ...... اللہ تعالیٰ میری اس محنت کو قبول فرمائے اور نواب صاحب بہادر کی نظروں میں بھی اس کو جگہ دے۔"
(مقدمہ کتاب خلاصۃ المعتقد المنتقد)

•••

کل ہند اجلاس عام
۱۱، ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء کو بنگلور میں جمعیۃ اہلحدیث کا کل ہند اجلاس عام ہو رہا ہے جس میں ہند و بیرون ہند سے اکابر علماء شرکت کریں گے۔ ان شاء اللہ

AsliAhleSunnet.com

ارشد فہیم۔ فضیلت سال دوم

اسلام میں خواتین کا دائرۂ کار اور اس کی معقولیت

وہ تقریر جسے ندوۃ الطلبہ کے انعامی مقابلہ گروپ الف (اردو) میں پہلی پوزیشن حاصل ہوئی

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

قال اللہ تعالیٰ: وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى (الآیۃ) وجاء فی الحدیث النبوی: الا کلکم راعٍ وکلکم مسئول عن رعیتہ.... فالمرأۃ راعیۃ علی اھل بیت زوجھا وولدہ وھی مسئولۃ عنھم

ایک صالح تمدن اور صحت مند معاشرہ کے لیے سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ نظام معاشرت میں مرد اور عورت کے تعلقات کی صحیح نوعیت متعین کی جائے، ان کے حقوق ٹھیک ٹھیک اور عدل کے ساتھ مقرر کیے جائیں۔ ان کے درمیان ذمہ داریاں پوری مناسبت کے ساتھ تقسیم کی جائیں اور خاندان میں ان کے مراتب اور وظائف کا تقرر اس طور پر ہو کہ اعتدال و توازن میں کوئی فرق نہ آئے، اور یہ تقسیم معقول بھی ہو۔ تمدن کے جملہ مسائل میں یہ مسئلہ سب سے زیادہ پیچیدہ ہے اور انسان کو اس گتھی کے سلجھانے میں اکثر ناکامی بھی ہوئی ہے۔

آئیے ہم عورتوں کے دائرۂ کار کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر کی وضاحت کرنے سے پہلے چند قدیم مذاہب میں عورتوں کے دائرۂ کار کا مختصر جائزہ لیں۔

قدیم تاریخ میں یونانیوں اور رومیوں کے متعلق کسی قدر مفصل اور مستند معلومات ہمیں ملتی ہیں، انھوں نے تہذیب و تمدن میں اتنی ترقی کی تھی کہ اس کی بنیاد پر بہت سے علوم و فنون وجود میں آئے، لیکن اس کے باوجود

AsliAhleSunnet.com

وہ لوگ عورت کو انسانیت پر ایک بار سمجھتے تھے، اس کو خاندان میں ایک ادنیٰ خدمتگار اور مرد کے لیے آلۂ شہوت رانی خیال کرتے تھے۔ ایک یونانی ادیب کہتا ہے "دو مواقع پر عورت مرد کے لیے باعث مسرت ہوتی ہے، ایک تو شادی کے دن اور دوسرے انتقال کے دن۔" افلاطون نے مساواتِ مرد و زن کا دعویٰ ضرور کیا تھا۔ لیکن اس کی یہ تعلیم صرف زبانی تھی جو عملی زندگی پر اثر انداز نہ ہو سکی۔

ہندوستانی تہذیب میں عورت کو شوہر کی وفات کے بعد زندہ رہنے کا حق حاصل نہیں تھا، اس لیے عورت شوہر کی چِتا کے ساتھ جل کر ستی ہو جاتی تھی۔

ایرانی تہذیب میں عورت کو عام ساز و سامان کی طرح خریدا اور بیچا جاتا تھا اور اس خرید و فروخت کو قانونی حیثیت بھی حاصل تھی۔

چینی تہذیب میں عورت کی حیثیت ایک لونڈی اور خادمہ سے زیادہ نہ تھی۔ چینی مصلح کنفیوشس کا قول ہے کہ "عورت مرد کی تابع ہے اور اس کا کام مرد کی حکم برداری ہے۔"

یورپ جو اس وقت مساواتِ مرد و زن کا سب سے بڑا دعویدار ہے، اسی یورپ میں ایک صدی قبل تک عورت مرد کے ظلم و ستم کا نشانہ بنی ہوئی تھی۔

غرضیکہ یونان ہو یا روم، عرب ہو یا عجم، یورپ ہو یا ایشیا، ہر جگہ عورت مظلوم ہی رہی، اس کی پوری تاریخ مظلومیت کی داستان ہے

افراط و تفریط کی اس بھول بھلیاں میں بھٹکنے والی دنیا کو اگر عدل و مساوات کا راستہ دکھلانے والا کوئی مذہب ہو سکتا تھا تو وہ مذہب اسلام تھا، جس کے پاس انفرادی اور اجتماعی زندگی کی ساری گتھیوں کے صحیح حل موجود ہیں اگر آپ عورت کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا لب لباب دریافت کرنا چاہیں تو اس کا جواب صرف ایک جملہ میں دیا جا سکتا ہے کہ انسان کی عظمت و سربلندی کی دعوت دیتا ہے وہ انسان کو زوال و ادبار کی پستیوں سے اٹھا کر رفعت و بلندی کے ایسے اعلیٰ مقام پر پہنچانا چاہتا ہے جو حد ادراک سے بھی بہت آگے ہے۔

اسلام کی نگاہ میں انسان من حیث الانسان اپنی خلقت اور صفات کے لحاظ سے خامۂ فطرت کا ایک عظیم شاہکار ہے۔ قرآن مجید کا بیان ہے: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا۔" (ہم نے بنی آدم کو بزرگی بخشی اور

AsliAhleSunnet.com

انہیں خشکی و تری میں سواریاں عطا کیں۔ اور صاف ستھری چیزوں کی روزی دی اور انہیں اپنی مخلوقات میں سے بہتوں پر فضیلت دی۔)

اسلام کا یہ اصول ہے کہ مرد اور عورت عزت و احترام کے لحاظ سے برابر ہیں، اخلاقی معیار کے لحاظ سے برابر ہیں، آخرت میں اپنے اجر کے لحاظ سے برابر ہیں۔ ارشادِ الٰہی ہے: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ (جس مرد اور عورت نے بھی اچھا کام کیا اگر وہ مومن ہے تو ہم اس کو پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ان کے بہتر اعمال کا جنہیں وہ کرتے تھے اجر دیں گے۔)

لیکن اس کے باوجود اسلام کی نظر میں مرد اور عورت کا دائرہ کار یکساں نہیں ہے۔ بلکہ قدرت نے خود ہی نظامِ تمدن کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ ایک فرائض منزلی اور دوسرے فرائض تمدنی، فرائض منزلی کا کام عورت کے ذمہ قرار دیا۔ اور فرائض تمدنی کا کام مرد سے متعلق کیا۔ چنانچہ اسی فرائض منزلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن مجید میں کہا گیا: وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ (اور اپنے گھروں میں ٹِکی رہو اور اگلے دورِ جاہلیت کی طرح زیب و زینت کا اظہار کرتی نہ پھرو، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔)

علامہ ابوبکر جصاص اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: فيها الدلالة على ان النساء مأمورات بلزوم البيوت ومنهيات عن الخروج۔ (اس آیت کریمہ میں یہ رہنمائی ملتی ہے کہ عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور باہر نکلنے سے منع کیا گیا ہے۔)

اس سے بھی صاف اور صریح حکم یہ دیا گیا ہے: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ۔ (اور مومن عورتوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس زینت کے جو خود ظاہر ہو جائے اور وہ اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کو ڈال لیں۔)

اس طرح اسلام نے عورتوں کو ایک محدود دائرہ سے باہر اظہارِ زینت سے بھی باز رہنے کا حکم دیا ہے، ان آیات کی روشنی میں قطعیت کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلام نے ریاست اور معاشرہ کے تحفظ کی ذمہ داری

AsliAhleSunnet.com

اصلاً مرد کے سر ڈالا ہے، اور عورت کی جدوجہد کا رُخ گھر کی طرف موڑ دیا ہے، اس کی حقیقی پوزیشن یہ نہیں کہ وہ بازار کی تاجر، دفتر کی کلرک، عدالت کی جج اور فوج کی سپاہی بنی رہے۔ بلکہ اس کے عمل کا حقیقی دائرۂ کار گھر ہے۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اسلام نے عورت کے فکری نشوونما کا لحاظ کیے بغیر اس کو گھر کی چہار دیواری میں محبوس کر کے رکھ دیا ہے، بلکہ اسلام نے اس کے پرواز عمل کے لیے لیے وسیع تر فضا مہیا کی ہے۔ ایک عورت جس طرح علم وادب کی راہ میں پیش قدمی کر سکتی ہے، اسی طرح زراعت و تجارت میں بھی ترقی کا حق رکھتی ہے۔ ایک مرد اگر اپنے وقت کا مجدد الف ثانی بن سکتا ہے تو عورت کو عائشہ صدیقہ بننے سے اسلام کبھی نہیں روکتا ایک مرد اگر امام ابن تیمیہ کی شکل میں ظاہر ہو سکتا ہے تو عورت کو رابعہ بصری کا روپ دھارنے سے اسلام کبھی بھی ممانعت نہیں کرتا، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اسلامی آداب واخلاق اور احکام وقوانین کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔ چنانچہ اسلام نے زندگی کی تعمیر کا جو بھی نقشہ تیار کیا ہے، خواہ اس کا تعلق عبادات سے ہو، یا معاملات سے، خاندانی نظم سے ہو یا معاشرتی آداب سے، اقتصادی قوانین سے ہو یا اصول تہذیب سے، اس نے کسی بھی گوشہ میں عورت کی اس حیثیت کو مجروح نہیں ہونے دیا ہے۔

اسلام نے عورت کی حقیقی پوزیشن برقرار رکھنے کے لیے اس کو معاشی تگ ودو سے نجات دی ہے تاکہ اسے اپنا یا دوسروں کا پیٹ بھرنے کے لیے گھر کے حدود کو توڑنا نہ پڑے۔ لیکن اگر اس کو کسی اقتصادی مجبوری کی بنا پر گھر سے باہر ملازمت یا کام کاج کا مسئلہ درپیش ہے تو ایسی صورت میں تقریباً متفقہ طور پر اسے اسلامی احکام وقوانین کی رعایت کرتے ہوئے کام کرنے کی اجازت ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میری خالہ اپنے کھجور کے پھل توڑنے اور اس کو فروخت کرنے کی غرض سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں استفسار کے لیے گئیں تو آپ نے فرمایا: "اخرجی فجدی نخلک لعلک ان تصدقی او تفعلی خیرا، (جاؤ اور اپنے کھجور توڑ لو ہو سکتا ہے کہ تم اس سے صدقہ کرو یا کوئی نیک کام انجام دو۔")

امام بخاری رحمہ نے اپنی مشہور ومعروف کتاب "صحیح بخاری" کے اندر اسی سلسلے کا ایک باب باندھا ہے:

"باب خروج النساء لحوائجھن" یعنی عورتوں کو اپنی ضروریات سے نکلنے کا باب۔

لیکن اگر عورت کو کوئی اقتصادی مجبوری نہ ہو اور اس کے اخراجات برداشت کرنے والا کوئی آدمی موجود ہو

AsliAhleSunnet.com

تو ایسی صورت میں اسلامی نقطۂ نظر سے اس کو باہر جانے کی اجازت نہیں بلکہ اس کا باپ، شوہر یا بھائی وغیرہ اس کے جملہ اخراجات کے ذمہ دار ہوں گے۔

اسی طرح سیاست، ملکی انتظام اور فوجی خدمات اور اس طرح کے دوسرے کام مرد کے دائرۂ عمل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسلام میں اگر جنگ کے مواقع پر بعض عورتوں سے مرہم پٹی کا کام لیا گیا ہے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ امن و امان کی حالت میں عورتوں کو دفتروں اور کارخانوں، کلبوں اور پارلیمنٹوں میں لا کھڑا کیا جائے۔

البتہ جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی قیادت کی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلام نے عورتوں کو سیاست میں نمائندگی کے اختیارات تک دیے ہیں۔ لیکن یہ سوال اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ہم کسی استثنائی شکل کو اصول کی حیثیت دیدیں، حالانکہ دونوں میں بڑا فرق ہے، اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ذاتی رائے تھی، جسے شرعی حیثیت نہیں دی جا سکتی بلکہ بعد میں وہ خود اپنے اس اقدام پر افسوس اور گریہ وزاری فرمایا کرتی تھیں۔ ورنہ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے وہ عورت کو ملت کی قیادت سونپنے کا قائل نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: « لن یفلح قوم ولوا امرھم امرأۃ » (وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے معاملات کا والی کسی عورت کو بنا لیا۔) اس کی تشریح میں امام شوکانی فرماتے ہیں: « فیہ دلیل علی ان المرأۃ لیست من اھل الولایات ولا یحل لقوم تولیتھا » (اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ عورت ولایت کی اہل نہیں اور کسی قوم کے لیے جائز نہیں کہ عورت کو ولی بنائے۔) اسی حدیث کے متعلق علامہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں: « جمیع اھل القبلۃ لیس منھم احد یجیز امامۃ امرأۃ » (یعنی تمام اہل قبلہ اس بات پر متفق ہیں کہ عورت کی ولایت جائز نہیں۔)

اسلامی نقطۂ نظر سے سیاست میں عورتوں کا یہ رول فطرت اور طبیعت کے عین مطابق ہے۔ اس لیے کہ ان کاموں کے لیے جن اخلاقی اور ذہنی اوصاف کی ضرورت ہے وہ عورتوں کے اندر پیدا ہی نہیں کیے گئے ہیں۔ اور اس سلسلے میں گنتی کی چند خواتین کو کامیابی کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے کہ مصر کے سرکاری محکموں اور تجارتی اداروں نے یہ شکایت کی ہے کہ وہاں بحیثیت مجموعی ایک لاکھ دس ہزار خواتین مختلف مناصب پر کام کر رہی ہیں جو بالعموم ناموزوں ثابت ہو رہی ہیں، عرب کا ایک قدیم مقولہ ہے: « المرأۃ ریحانۃ لیست بقھرمانۃ » (عورت پھول ہے،

AsliAhleSunnet.com

تہران یا کنٹرولر نہیں ہے۔
جہاں تک عورتوں کی تعلیم و تربیت کا مسئلہ ہے، اسلامی نقطۂ نظر سے ان کی صحیح تعلیم و تربیت یہ ہے کہ ان کو ایک بہترین بیوی اور بہترین ماں بنایا جائے ان کا دائرۂ عمل چونکہ گھر ہے، اس لیے خصوصیت کے ساتھ ان علوم و فنون کی تعلیم دینی چاہیے جو اس دائرے میں مفید ہو سکتے ہوں۔ قرآن مجید، ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے کہتا ہے: "واذکرن ما یتلی فی بیوتکن من آیات اللہ والحکمۃ"۔ "تمھارے گھروں میں اللہ کی جو آیتیں اور حکمتیں تلاوت کی جاتی ہیں ان کو یاد کرو۔"

اس کے علاوہ اسلام دوسرے علوم و فنون کی اعلیٰ تعلیمات دلوا لینے سے بھی نہیں روکتا، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ یہ تعلیم مخلوط نہ ہو اور عورتوں کو زنانہ تعلیم گاہوں میں عورتوں ہی سے تعلیم دلوائی جائے۔ مخلوط تعلیم کے مہلک نتائج مغربی ترقی یافتہ ممالک میں اس حد تک سامنے آ چکے ہیں کہ عقل کے اندھے ہی ان کا انکار کر سکتے ہیں۔

غرضیکہ تعلیم و تربیت کا میدان ہو یا تہذیب و ثقافت کا عبادات و معاملات کا مسئلہ ہو یا دفاع و سیاست کا اسلام کی نظر میں دونوں صنفوں کا عدم اختلاط ناگزیر ہے۔ اسلام میں نہ کسی مشترک کلچرل پروگرام کی گنجائش ہے نہ مخلوط تعلیم کی۔ بازار اور منڈی سے لے کر ایوان و اسمبلی تک کسی بھی مقام پر دونوں کی آمیزش اور باہمی اتصال قطعاً ناروا اور جرم عظیم ہے۔

نظام معاشرت میں مرد اور عورت کے دائرۂ کار سے متعلق جتنے احکام و قوانین اسلام کے اندر وضع کیے گئے ہیں، مشاہدات و تجربات، اور سائنسی تحقیقات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ فطرت اور طبیعت کے عین مطابق ہیں، خاص طور سے اس زمانے میں ان کی معقولیت اب ڈھکی چھپی نہیں رہ گئی ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قدرت نے عورت کو دنیا میں جس غرض کے لیے پیدا کیا ہے وہ غرض نوع انسانی کی تکثیر اور اس کی حفاظت و تربیت ہے۔ اور جب بھی اس طبعی غرض کو چھوڑ کر کسی غیر طبعی مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو تمدن اور معاشرت کی بنیادوں میں لرزش پیدا ہو جاتی ہے۔ اس امر کے ثبوت کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ یورپ کی موجودہ حالت اس کے لیے کافی ہے۔ ایک یورپی مصنف جارج رائیلی اسکاٹ اپنی کتاب (A History of Pristitution) میں لکھتا ہے:

"گزشتہ چند سالوں میں لڑکیوں سے والدین کی حفاظت و نگرانی اس حد تک کم ہو گئی ہے کہ تیس چالیس سال

AsliAhleSunnet.com

قبل لڑکیوں کو بھی اتنی آزادی حاصل نہیں تھی، جتنی اب لڑکیوں کو حاصل ہے۔ سوسائٹی میں وسیع پیمانے پر جنسی آوارگی پھیلنے کا ایک اہم سبب یہ ہے کہ عورتیں روز افزوں تعداد میں تجارتی کاروبار، دفتری ملازمتوں اور مختلف پیشوں میں داخل ہو رہی ہیں۔ جہاں شب و روز ان کو مردوں کے ساتھ خلط ملط ہونے کا موقع ملتا ہے، اس چیز نے عورتوں اور مردوں کے اخلاق کو بہت گرا دیا ہے۔"

ان تجرباتی حقائق سے نکل کر آپ جب تحقیقاتی دنیا میں آئیں گے تو معلوم ہوگا کہ علم الحیات کی تحقیقات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ عورت اپنی شکل و صورت اور ظاہری اعضاء سے لے کر اپنے جسم کے ذرات اور نسیجی خلایا تک ہر چیز میں مرد سے مختلف ہے، پوری دنیا اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ نوعِ انسانی کی تکثیر اور حفاظت کے لیے قدرت نے عورت کے مسلسل چار دور قرار دیے ہیں۔ حمل، وضع، رضاعت اور تربیت۔ محققین کا کہنا ہے کہ ان میں سے ہر ایک دور عورت کی زندگی کا نہایت اہم اور دشوار زمانہ ہوتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ جس گروہ کا قدرتی فرض ایسے اہم اور دشوار مرحلوں کا طے کرنا ہو، کیا وہ دنیا کی تمدنی کشمکش میں شریک ہو سکتا ہے؟ اور کیا اس قسم کی شرکت اس کے قدرتی فرائض میں حارج نہ ہوگی۔

فرض کیجیے کہ ایک عورت اعلیٰ تعلیم کو بدرجہ کمال حاصل کر کے ایک کامیاب بیرسٹر بن جاتی ہے اور اس کی گود میں ایک ننھا سا بچہ ہے۔ جب بیرسٹر ماں عدالت میں فریق مخالف پر جرح کر رہی ہوگی تو اس کا شیر خوار بچہ اس کے پیار و محبت کا منتظر جھولے میں پڑا ہوگا۔ سوچیے! اس بدنصیب بچہ کی صحت و زندگی کس حالت میں ہوگی، جو صالح اور مفید دودھ کا محتاج ہوگا۔ مگر اس کی بیرسٹر ماں نے لبرل پارٹی کی حمایت کے خیال میں رات دن مستغرق ہونے کی وجہ سے ناکامی کے انفعال اور افسوس سے دودھ میں فساد پیدا کر کے بچہ کی طبعی غذا کو اس کے لیے مضر اور خطرناک بنا دیا ہوگا۔

ان سائنسی اور عقلی تحقیقات و تجربات سے قطع نظر خود مغربی ممالک میں بداخلاقی، نفس پرستی، لذتِ جسمانی اور شہوت رانی کا امنڈتا ہوا بے پناہ طوفان، خاندانی زندگی سے نفرت اور ازدواجی تعلقات کی ناپائیداری نے مغربی مفکرین، فلاسفہ اور اہل قلم کو اس بات پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ اسلام کے الٰہی پندرہ سو سالہ پرانے احکام و قوانین کی حمایت کر کے اپنی شخصیت اور اپنے مقام و مرتبہ کو برقرار رکھیں، اور اپنی پاکبازی اور شرم و حیا کی لٹی پٹی متاع عزیز کو حاصل کرنے کی فکر کریں۔ یہ بات اسلام میں خواتین کے دائرہ کار اور اس کی معقولیت

AsliAhleSunnet.com

کی بہت بڑی دلیل ہے، یہ صرف دعویٰ ہی نہیں ہے بلکہ آج کی مغربی دنیا نے اس کے لیے سیکڑوں دلائل فراہم کر دیے ہیں
ریاستہائے متحدہ میں ریاست جارجیا اور ٹیکساس نے ایسے قوانین نافذ کیے ہیں جن کا منشا یہ ہے کہ عورت اپنے حسن اور زیوروں کی نمائش کی روش چھوڑ دے، اور ایک پاکباز اور حیادار خاتون کی طرح چراغِ خانہ بن کر رہے۔

بلغاریہ کی راجدھانی صوفیا کے گرلس کالج کی پرنسپل نے طالبات کو نوٹس دیا ہے کہ ایسی تمام طالبات کو کالج سے نکال باہر کیا جائے گا جو ہونٹوں کی لالی اور ناخن کی سرخی استعمال کریں گی اور بال ترشوائیں گی۔

انگلینڈ میں لندن کے ایک سرکاری نرس کالج کی طالبات نے کالج کی مجلسِ انتظامیہ سے یہ شکایت کی ہے کہ کالج میں شوق و رغبت دلانے کے لیے لڑکیوں کی دلکش اور پرکشش تصویروں کے ساتھ جو اعلانات شائع کیے جاتے ہیں، ان کی طرف مردوں کی حریص نگاہیں اٹھتی ہیں، اور اس سے فتنے کا دروازہ کھلتا ہے، اس لیے اعلان کا یہ طریقہ ترک کر دیا جائے۔

روس میں اخلاقی خرابیوں کو روکنے کے لیے جو قانونی اقدامات کیے گئے ہیں ان میں کہا گیا ہے کہ عورتیں چھوٹے لباس نہ پہنیں اور آگے پیچھے سے کھلے ہوئے جوتے استعمال نہ کریں، جن سے انگلیاں اور ایڑیاں نظر آتی ہوں۔

واٹیکان کی کلیسائی انتظامیہ نے پوری دنیا کے گرجاگھروں کے لیے اعلانِ عام کے ذریعہ ضروری ٹھہرا دیا ہے کہ وہ ایسے عادات و اطوار کا مقابلہ کریں جن سے وقار، شرم و حیا اور فضائلِ اخلاق باقی نہیں رہ گئے ہیں۔

سماج کو اس عریانی اور بے حیائی سے پاک کرنے کا بیڑہ پر کن لوگوں نے اٹھایا ہے؟ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اس دورِ جدید کے آغاز میں اسلامی آداب و اخلاق اور احکام و قوانین کو فرسودہ اور دقیانوسی ثابت کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی، جنھوں نے صنفِ نازک کو پستی سے اٹھا کر اعلیٰ اور صحیح مقام دینے کا دعویٰ کیا تھا۔ آج یہی لوگ صنعتی آوارگی اور معاشرتی بے حیائی سے تنگ آکر اسلامی آداب و اخلاق کی حمایت کر رہے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اسلامی نقطۂ نظر کی معقولیت کی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔

"والفضل ما شھدت بہ الاعداء"

(کمال وہ ہے جس کی شہادت دشمن دیں)

●●●

AsliAhleSunnet.com

غیاث الدین اصغر علی بستوی

آفتابِ رسالت کا طلوع جزیرۂ عرب میں کیوں؟

گیا وہ دورِ ظلمت اب طلوعِ صبحِ صادق ہے
محمد آئے کیا عالم میں عہدِ زر نگار آیا،

چھٹی صدی کا دور انتہائی تنگ و تاریک دور کہا جاتا ہے۔ تاریخ کی شہادت ہے کہ پوری دنیا عموماً اور عرب خصوصاً ضلالت و جہالت کی چار دیواریوں میں بھٹک رہا تھا، اخلاق سے عاری، اخوت و محبت سے نا آشنا، تہذیب و تمدن سے کوسوں دور۔

صاحب رحمۃ للعالمین رقمطراز ہیں: "آپ کی ولادت کے وقت عرب کی ملکی حالت یہ تھی کہ اس کے جنوب میں سلطنتِ حبش کا، اور مشرقی حصہ پر سلطنت فارس کا، شمالی اقطاع پر روما کی مشرقی شاخ سلطنت قسطنطنیہ کا قبضہ تھا۔" (رحمۃ للعالمین ج ۱ ص ۲۹)

مذہب کے نام پر بت پرستی عام تھی۔ اسلام کا کنول کھلنے سے پہلے عرب کے تماشائی اس گلشنِ رنگ و بو کے مالی کے "حقیقۃً" قائل نہ تھے اور نہ جزاء و سزا کا گمان رکھتے تھے۔ خانۂ کعبہ جو تمام مسلمانوں کا قبلہ اور محور و مرکز ہے، مرکزِ اصنام و اوثان تھا، حالت یہ تھی کہ اس کے ارد گرد ہر قبیلے کے جدا جدا معبود تھے۔ ستارہ پرستی اور کہانت کا خوب رواج تھا۔ ان برائیوں نے ان کے ذہن و دماغ پر قابض ہو کر ان کو توہم پرست بنا دیا تھا۔ فطرت کی ہر ایک چیز، پتھر، درخت، چاند، سورج، پہاڑ اور دریا کو وہ اپنا معبود سمجھنے لگے تھے۔ خدا فراموشی سے تجاوز کر کے خود اپنی قدر و منزلت بھلا چکے تھے، قتل رہزنی، جلسِ بیجا، تصرف ناجائز، مداخلت بیجا، عورتوں کو جبراً یا پھسلاہٹ سے بھگا لے جانا، بیٹیوں کو زندہ پیوندِ خاک کر دینا، ان کا سامانِ تفریح تھا۔ بت پرستی نے سب سے زیادہ حقیر ہستی ان کی نگاہ میں انسان کو بنا دیا تھا، دین و مذہب کی بربادی

AsliAhleSunnet.com

بت پرستی و ستارہ پرستی، کہانت و جنگ جوئی، عشق بازی و شاعری، غارت گری و حملہ آوری، تکبر و غرور، رسم یاتم کی ادائیگی، توہم پرستی و ضعیف الاعتقادی، دختر کشی و قمار بازی، عربوں کی زندگی کے لیے جزو لاینفک کی حیثیت رکھتے تھے۔ یہ حالت صرف عرب ہی کی نہیں تھی بلکہ روم و یونان اور مصر و ہندوستان بھی مختلف قسم کی آلائشوں میں مبتلا تھے۔

ان جملہ عیوب کی وجہ سے گویا عرب مذاہب باطلہ اور تخیلات کی برائیوں کا مجموعہ تھا۔ حالت یہ تھی کہ موت انسان کی زندگی سے ٹکرا رہی تھی۔ ظلم کا دیوتا انسان کی خودداری کو کچل رہا تھا۔ اہرمن کے پجاری انسانیت کی سوکھی ہوئی ہڈیوں سے چپکا ہوا گوشت نوچ رہے تھے۔ شیطان کے بیٹے اپنے خونخوار ہونٹوں سے انسانیت کا خون چوس رہے تھے۔ سرمایہ دار محنت کشوں کی ہڈیاں چبا رہے تھے۔ بے رحمی کا بھوت زمین کھود کر گود کی پالی ہوئی لڑکیوں کو دفن کر رہا تھا، ستم کا کوڑا غلام انسانوں کی کھال ادھیڑ رہا تھا، اندھیرا روشنی پر غالب آرہا تھا۔ باطل نے حق و صداقت کو مغلوب کر دیا تھا، عزت کا احساس مر چکا تھا۔ محبت و مروت، شفقت و شرافت کا دم نکل رہا تھا۔ انسانیت اپنے سینے میں پڑے ہوئے ناسور کی پیپ میں لتھڑی ہوئی تھی۔

اس وقت رحمتِ الٰہی جوش میں آئی اور ایک ایسے مقام پر ایک ایسے چراغ کو روشن کیا، جس سے پورے گھر کی تاریکی چھٹ گئی اور ظلم کا سینہ چاک ہوگیا۔ کفر و طغیان کے زخم سے کراہتا ہوا انسان صحتمند ہوگیا اور ظلم کے دیوتاؤں کا منہ کالا ہوگیا۔ شیطان کے بیٹوں اور اہرمن کے پجاریوں کے دانت ٹوٹ گئے اور سرمایہ داروں کے خونخوار ہونٹ پھٹ گئے۔ ظلمت و تاریکی چھٹ گئی اور ایوانِ باطل لرز کر گر گیا۔ شرافت و محبت کا بول بالا ہوگیا۔ فراعنہ وقت غرقاب عذاب ہوگئے۔ ابوجہل و ابولہب کے سینے چاک ہوگئے یہ مقام مکہ مکرمہ ہے جسے نافِ زمین کہتے ہیں، کیونکہ یہ مشرق و مغرب کے وسط میں واقع ہے جہاں سے چراغ رشد و ہدایت کی لو ہر طرف باآسانی پہنچ سکتی ہے۔

قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری رحمۃ للعالمین کے اندر فرماتے ہیں کہ "آفتاب رسالت کا طلوع جزیرۂ عرب میں اس لیے ہوا کیونکہ مکہ کا تمام زمین میں وہی مقام ہے جو ناف کا جسم میں ہے۔ (الملخص از رحمۃ للعالمین ج اص ۱) کرۂ ارض نیز آباد دنیا کی دیکھیے کہ جنوب میں زیادہ سے زیادہ ۴۰ درجہ ارض بلد اور شمال میں زیادہ سے زیادہ ۸۰ درجے تک آبادی ہے۔ دونوں کا مجموعہ ۱۲۰ اور نصف ۶۰ ہوا اور جب ۶۰ کو ۸۰ درجے شمالی سے

تفریق کریں تب ۲۰ رہ جاتے ہیں۔ اور جب ۶۰ میں سے ۴۰ درجہ جنوبی کو تفریق کریں تب بھی ۲۰ درجہ شمالی رہ جاتے ہیں اور المکۃ المکرمہ ۲۱½ درجے پر آباد ہے۔ اس لیے کل کرۂ ارض میں یہی وسط ہونے کا درجہ رکھتا ہے۔" (حاشیہ رحمۃ للعالمین ج۱ ص ۳۱)

اور خدا کا فرمان: "وکذالک جعلنا کم امۃ وسطا لتکونوا شھداء" (اور اسی طرح ہم نے تم کو درمیانی امت بنایا ہے تاکہ قوموں پر گواہ بن سکو) اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ مکہ وسط میں واقع ہے۔ نیز اگر دنیا والوں کے سامنے دعوت و تبلیغ کا کام پیش کرنا ہو تو سب سے زیادہ موزوں و مناسب مقام مکہ ہی پڑے گا۔ اور آپ کی ولادت کے زمانہ پر نظر ڈالنے سے یہ بات اور ظاہر و باہر ہو جاتی ہے کہ آپ کیوں مکہ میں پیدا کیے گئے، اس لیے کہ افریقہ و یورپ اور ایشیا کی تین بڑی سلطنتوں تعلق عرب ہی سے تھا۔ اور عرب کی آواز ان براعظموں میں پہنچنے کے لیے بہت ذرائع موجود تھے۔

اکبر شاہ صاحب نجیب آبادی لکھتے ہیں کہ "آفتاب رسالت کا طلوع جزیرہ عرب میں کیوں؟ اس کا نہایت مسکت و معقول جواب یہ ہے کہ نبی آخر الزماں چاہے جہاں پیدا ہوتے۔ یہی اعتراض پیش آتا، کیوں کہ ان کا وجود کہیں نہ کہیں ضروری تھا۔ جب یہ بات شدنی تھی تو معترض کو اعتراض کا حق حاصل نہیں۔ دوسرا خیال اس سلسلے میں ان کا یہ ہے کہ عرب کے علاوہ دوسری قومیں ایک دوسرے پر غالب آ چکی تھیں، تسلط و تغلب کی وبا ان میں خوب پھیلی ہوئی تھی، لیکن عرب والوں میں اس قسم کی بات نہیں پائی جاتی تھی۔ عربوں کے نزدیک ہر ایک قوم و جماعت اور تمام اقالیم و ممالک کے لوگ یکساں حیثیت رکھتے تھے۔ بخلاف دوسری قوموں کے۔ اسی لیے جب وہ اسلام کو لے کر نکلے تو ہسپانیہ یعنی بحر اطلانتک کے ساحل مشرق سے لے کر چین یعنی بحیرہ چین کے مغربی ساحل تک ساری آباد متمدن دنیا کے ملک اور قومیں ان کی نظر میں یکساں تھیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جزیرۂ عرب کا انتخاب فرمایا۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے تاریخ اسلام ج۱: اکبر شاہ نجیب آبادی)

مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی اپنی تصنیف "نبی رحمت" میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس دعوت کے لیے جزیرہ عرب کا انتخاب اس لیے کیا، کیونکہ ان کے دلوں کی تختی بالکل صاف تھی، اس میں پہلے سے کچھ نقوش تحریر اور نقش و نگار موجود نہ تھے، جن کو مٹانا مشکل ہوتا۔ برخلاف رومیوں، ایرانیوں، یا ہندوستانیوں کے، جن کو اپنی ترقی، علوم و فنون اور اپنے تہذیب و تمدن اور فلسفہ و حکمت پر بڑا ناز تھا اور اس کی وجہ سے

AsliAhleSunnet.com

ان کے اندر کچھ ایسی نفسیاتی گرہیں اور ذہنی پیچیدگیاں پیدا ہو گئی تھیں، جن کا دور ہونا آسان نہ تھا۔

یہ عرب اپنی اصل فطرت پر تھے، مضبوط اور آہنی ارادہ کے مالک تھے۔ اگر حق بات ان کی سمجھ میں نہ آتی تو وہ اس کے خلاف شمشیر اٹھانے میں کوئی تکلف نہ کرتے اور اگر حق کھل کر سامنے آجاتا تو وہ اس سے دل و جان سے زیادہ محبت کرتے۔

یہ عرب بڑے حقیقت پسند، سنجیدہ و سلیم الطبع، صاف گو، سخت کوش و سخت جان تھے وہ نہ دوسروں کو فریب دیتے تھے نہ اپنے آپ کو فریب میں رکھنا پسند کرتے تھے، سچے اور پکے بات کے عادی، بات کی لاج رکھنے والے اور پختہ ارادہ کے مالک تھے۔

عرب تہذیب و تمدن اور تعیش و آرام طلبی کی پیدا کی ہوئی ان تمام بیماریوں و خرابیوں سے محفوظ تھے جن کا علاج بہت دشوار ہوتا ہے۔ ان کے اندر صداقت بھی تھی، دیانت بھی اور شجاعت بھی، منافقت اور سازش ان کے مزاج سے مناسبت نہیں رکھتی تھی، ان کی فکری، عملی قوتیں اور فطری صلاحیتیں محفوظ تھیں۔ اور خیالی فلسفوں، بے فائدہ منطقی بحثوں اور موشگافیوں، علم کلام کے دقیق و نازک مضامین یا مقامی و علاقائی خانہ جنگیوں میں ضائع نہیں ہوتی تھیں، آزادی و مساوات فطرت اور مناظرِ فطرت سے محبت ان کی گھٹی میں پڑی تھی۔ یہ آزادی و خودنگری، بلندی نفس، اور شرافت و حوصلہ مندی عوام کے سب کے طبقوں میں موجود تھیں، ان تمام خصوصیات کے حامل صرف عرب تھے، ان کے علاوہ کوئی دوسری قوم نہیں تھی، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جزیرۂ عرب کا انتخاب فرمایا۔

جزیرۃ العرب میں آخری نبی کی بعثت کا سب سے اہم سبب یہی تھا کہ مکہ میں خانہ کعبہ موجود تھا۔ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ، الآیۃ، جس کو حضرت ابراہیم و اسماعیل نے تعمیر کیا تھا تاکہ خدا کی تحمید و تمجید کی جائے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آفتابِ رسالت کا طلوع وہیں پر فرمایا تاکہ دعائے خلیل اور نوید مسیحا کا اتمام بھی ہو جائے۔ "اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ" "تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، نبی رحمت"

مولانا صفی الرحمٰن صاحب مبارکپوری اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "الرحیق المختوم" میں رقمطراز ہیں "طبعی اور جغرافیائی اعتبار سے جزیرۂ عرب کی خاص اہمیت ہے، چنانچہ یہ اپنی داخلی وضع کے اعتبار

سے ہر چہار جانب سے ریگستانوں اور صحراؤں سے گھرا ہوا ہے اور اس کی بنا پر جزیرہ عرب ایک مضبوط و محفوظ قلعہ کا مقام رکھتا ہے اور اغیار کے قبضے سے مانع ہے، اسی لیے ہم قدیم زمانے سے باشندگان عرب کو آزاد دیکھتے چلے آرہے ہیں حالانکہ وہ دو بڑی سلطنتوں کے پڑوس میں تھے۔ اگر ان کے پاس یہ آہنی دیوار نہ ہوتی تو ان کے حملوں کو روکنا عربوں کے بس کی بات نہ تھی۔

خارجی اعتبار سے جزیرۃ العرب قدیم دنیا کے بڑے اور مشہور براعظم کے وسط میں واقع ہے اور بری و بحری دونوں راستوں سے ان سے جڑا ہوا ہے۔ کیونکہ اس کا شمال مغربی گوشہ براعظم افریقہ کا راستہ ہے اور اس کا شمال مشرقی حصہ براعظم یورپ سے ملا ہے اور مشرقی سرحد عجم وشرق ادنیٰ ایشیا چین وہندوستان کا دروازہ ہے۔ نیز تمام براعظموں کے بحری راستے جزیرہ عرب آکر ملتے ہیں، ان کے بحری جہاز جزیرہ عرب کے بندرگاہ پر ڈائریکٹ لنگر انداز ہوتے ہیں۔

اس اعتبار سے جزیرہ عرب دنیا کے اور تمام ملکوں سے ممتاز ہو جاتا ہے اور ضرورت تھی کہ جو دین ساری دنیا کے لیے بھیجا جائے وہ ایسے ہی ملک میں بھیجا جائے غالباً اسی لیے یہ امتیازی خصوصیت بھی جزیرہ عرب میں نبی آخر الزماں کی بعثت کی ایک وجہ ہوئی"

اسی طرح جب ہم دور جاہلیت کے عربوں کے سماجی، اقتصادی، معاشی، خانگی اور باہمی تعلقات اخلاق وکردار پر نظر ڈالتے ہیں تو جاہلیت کی صدہا خرابیوں کے باوجود ان کے اندر کچھ ایسے شمائل و خصائل نظر آتے ہیں جو غیروں میں مفقود تھے۔ اس کی تحقیق کے لیے الرحیق المختوم کی آنیوالی عبارت پر نگاہ مرکوز کیجیے۔ استاذ محترم مولانا صفی الرحمٰن صاحب مبارکپوری اس تالیف "الرحیق المختوم" میں رقمطراز ہیں کہ "ہمیں اس بات سے انکار نہیں کہ اہل جاہلیت کے اندر کچھ ایسی خرابیاں و برائیاں اور کچھ ایسے امور پائے جاتے تھے جن کو عقل سلیم ناپسند کرتی ہے اور وجدان و شعور ابا کرتے ہیں، تاہم ان کے اندر کچھ ایسے اخلاق فاضلہ اور عادات محمودہ بھی تھے جن سے انسان حیرت و تعجب میں پڑ جاتا ہے۔ انھیں اخلاق میں سے کچھ یہ ہیں۔

جود وسخاوت: اہل جاہلیت اس کام میں ایک دوسرے پر سبقت لیجانے کی کوشش کرتے تھے۔ اور اس کو ذریعۂ فخر بناتے تھے۔ انھوں نے اپنے نصف اشعار اسی کام پر اپنی اور دوسروں کی تعریف میں ختم کر دیے۔ چنانچہ آدمی کے پاس سخت سردی و فاقہ کشی کے عالم میں مہمان آتا اور اس کے پاس سوائے

اس کی اونٹنی کے جو اس کا اور اس کے خاندان کا واحد سامانِ حیات ہوتی، کچھ اور نہ ہوتا تو ایسے وقت میں بھی اس کے اندر کرم و سخاوت کا جذبہ انگڑائیاں لینے لگتا۔ اور وہ اٹھکر اسے اپنے مہمان کے لیے ذبح کر دیتا۔

ان کے جود و سخاوت ہی کا ایک پہلو یہ تھا کہ وہ بھیانک و وحشتناک تاوان و دیت کی ذمہ داری اپنے سر لے لیتے اور انسانیت کا خون ہونے سے بچا لیتے۔ جس کی وجہ سے دوسرے رؤسا اور سربراہوں پر فخر کرتے ہوئے اپنی تعریفیں کہتے۔

ان کے جود و سخاوت ہی کا نتیجہ تھا کہ وہ شراب نوشی کے ثنا خواں تھے۔ یہ مدح اس لیے نہیں ہوتی تھی کہ شراب فی نفسہٖ باعثِ افتخار ہے بلکہ اس لیے کہ وہ اس کو جود و کرم کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ سمجھتے تھے۔

اسی وجہ سے وہ انگور کے درخت کو کرم کے نام سے موسوم کرتے تھے اور انگور کی شراب کو بنت کرم کہتے تھے۔ آپ جاہلیت کے اشعار کے دیوان کی طرف توجہ مبذول کریں گے تو آپ کو یہ مدح و فخر کا ایک مستقل باب نظر آئے گا عنترہ بن شداد عبسی اپنے معلقہ میں کہتا ہے:

ولقد شربت من المدامة بعد ما   ركد الهواجر بالمشوف المعلم
بزجاجة صفراء ذات أسرة   قرنت بأزهر بالشمال مفدم
فإذا شربت فإنني مستهلك   مالي وعرضي وافر لم يكلم
وإذا صحوت فما أقصر عن ندى   وكما علمت شمائلي وتكرمي

۱۔ درحقیقت میں نے شراب نوش کی جبکہ دوپہر کی گرمی پھیلا رہی تھی، صاف و شفاف اور ڈھلے ہوئے دینار کے عوض۔ ۲۔ اور شراب میں نے ایک ایسے آبگینہ میں پی جو زرد رنگ کا، خوبصورت، دھار دار تھا اور بائیں جانب رکھا ہوا تھا۔ ۳۔ جب میں شراب نوشی کرتا ہوں تو بغیر کسی پرواہ کے اپنا مال خرچ کرتا ہوں اور میری عزت اسی طرح برقرار رہتی مجروح نہیں ہونے پاتی۔ ۴۔ اور جب میرا نشہ اتر جاتا ہے تب بھی میں مال و منال خرچ کرنے میں کمی نہیں کرتا، جیسا کہ تم میرے اخلاق اور جود و کرم کو جانتی ہو۔

قمار بازی سے اشتغال بھی ان کے جود و کرم کا نتیجہ تھا۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ یہ جود و کرم کے وسائل میں سے ایک وسیلہ ہے، اس لیے کہ وہ اس کا حاصل نفع یا جتنا کچھ نفع پانے والوں کے حصے سے بچ جاتا تھا، مساکین کو دیدیتے تھے۔ اسی لیے آپ قرآن میں دیکھیں گے کہ وہ شراب اور جوئے کی افادیت کا یکسر منکر نہیں ہے

AsliAhleSunnet.com

بلکہ یہ کہتا ہے کہ: "واثمهما اكبر من نفعهما" (الآیۃ) یعنی شراب و جوئے کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔

اہل جاہلیت کے انھیں اخلاق میں سے ایک ایفائے عہد بھی تھا، ان کے نزدیک عہد و پیمان کا ایفاء ایک ایسا مذہبی اصول تھا، جس پر وہ شدت سے کاربند تھے اور اس کی راہ میں اپنی اولاد کے قتل اور اپنے دیار کے ویران کو ہیچ سمجھتے تھے۔

پھر انھیں اخلاق میں سے ایک خودداری و عزت نفس یعنی ظلم و جور اور زیادتی و تشدد سے ابا ربھی تھا۔ جس کے نتیجہ میں وہ نہایت جری و بہادر اور سخت غیرتمند و زود حساس تھے، کسی بات میں ذلت و اہانت کی بو بھی پا جائے تو شمشیر و سنان لے کر اٹھ کھڑے ہوتے، اور گھمسان کی جنگ چھیڑ دیتے۔ اور اس راہ میں اپنی جان قربان کرنے سے دریغ نہ کرتے۔

ان ہی اخلاق میں سے نفاذِ عزم بھی تھا، جب وہ کسی سلسلہ میں عزم مصمم کر لیتے اور اس میں شرافت و افتخار سمجھتے تو کوئی بھی شی ان کو ان کے عزم کی تنفیذ سے روک نہیں سکتی تھی، حتی کہ وہ اس راستہ میں جان جوکھوں میں ڈال دیتے تھے۔

پھر انھیں اخلاق میں سے ایک حلم و بردباری اور دور اندیشی بھی تھی، اسے وہ باعث فخر تو سمجھتے تھے مگر حد سے بڑھی ہوئی شجاعت و بہادری اور ذرا ذرا سی بات پر قتال کے اقدام کی وجہ سے یہ خوبی ان کے اندر نادر الوجود تھی۔

پھر انھیں اخلاق میں سے ایک بدوی سادگی بھی تھی، وہ شہری رذالت و خباثت میں ملوث نہیں ہوتے تھے، جس کا نتیجہ صدق و امانت کا التزام اور عہد شکنی و بیوفائی سے تنفر تھا۔ جہاں تک ہمارا خیال ہے کہ جزیرۃ العرب کے جغرافیائی محل وقوع اور اس کی اسٹراٹیجی کے علاوہ یہی قیمتی اخلاق تھے، جن کی وجہ سے اہل عرب کو انسانی سوسائٹی اور بشری امرت کی جانب سالت عامہ کی بار برداری کے لیے منتخب کیا گیا۔ اگرچہ ان کے بعض کیرکٹر اور اخلاق و عادات شر کا باعث بن جاتے تھے اور ان کی وجہ سے خوفناک دردناک حوادث وجود میں آجاتے تھے۔ مگر پھر بھی یہ اخلاق فی نفسہٖ قیمتی اخلاق تھے جو قدرے اصلاح کے بعد انسانی سوسائٹی کے لیے نہایت نفع بخش ثابت ہو سکتے، اور یہی کام اسلام نے کیا۔ (دیکھیے "الرحیق المختوم": مولانا صفی الرحمن مبارکپوری)

●●●

AsliAhleSunnet.com

ابو [illegible] اعظمی

قرآن مجید کی عظمت کے ساتھ عبرتناک کھیل

گھناؤنی سازش اور گندے کردار

الدار السلفیہ بمبئی، ملک کا ایک معروف دینی ادارہ ہے جس نے مولانا مختار احمد صاحب ندوی مدظلہ العالی کی قیادت و رہنمائی میں وقت کے اہم موضوعات پر بلند پایہ کتابوں کی اعلیٰ اور معیاری کتابت و طباعت اور اشاعت کا ریکارڈ کارنامہ انجام دیا ہے۔ اس ادارے کی ایک امتیازی خوبی یہ بھی ہے کہ اس کی طرف سے بیشتر کتابیں عامۃ المسلمین میں مفت تقسیم کی گئی اور کی جارہی ہیں، جس کی بدولت ایسے لوگ بھی ایک مختصر سی لائبریری کے مالک ہوگئے ہیں جو کتابیں خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے۔

اس ادارہ نے اسی خدمتِ دین کے جذبہ کے تحت کوئی چار سال پہلے ناز پبلشنگ ہاؤس دہلی کی وساطت سے پندرہ ہزار قرآن مجید چھپوا کر مسلمانوں میں تقسیم کرنا شروع کیا۔ لیکن ابھی کام ابتدائی مرحلہ ہی میں تھا کہ معلوم ہوا اس میں کہیں کہیں طباعت کی غلطیاں ہیں۔ ادارہ نے فوراً تقسیم کیے ہوئے تمام قرآن مجید واپس منگوائے۔ اور انھیں شرعی حدود کے مطابق ضائع کردیا۔ اور اس کی جگہ ایک دوسرا صاف، عمدہ اور اعلیٰ معیار کا قرآن مجید چھپوا کر تقسیم کیا۔

قرآن مجید کے لیے اس احتیاط اور قربانی پر ادارہ یقیناً مستحق ستائش ہے۔ مگر حیرت ہے بعض طبائع کی کجی پر کہ انھوں نے دعوائے اسلام کے باوجود اس صاف ستھرے معاملے کو نہ صرف یہ کہ فساد بین المسلمین کا ذریعہ بنایا اور اسے بین الاقوامی رنگ دینے کی کوشش کی، بلکہ اس گھناؤنے مقصد کے لیے قرآن مجید کی حرمت بھی بڑی بے دردی کے ساتھ پامال کی۔ آجکل یہ معاملہ بمبئی اور گجرات سے لے کر دہلی تک کشاکش کا موضوع بنا ہوا ہے

AsliAhleSunnet.com

اور اس کی صدائے بازگشت ملک کے سارے اطراف واکناف میں سنائی پڑ رہی ہے۔ راقم الحروف مارچ کے تیسرے ہفتے بمبئی گیا تو مولانا مختار احمد صاحب ندوی مدظلہ نے اس معاملے سے متعلق پوری فائل میرے سامنے رکھ دی جس کے مطالعے کے بعد ابتک کے سارے اتار چڑھاؤ کا نقشہ سامنے آگیا۔ میں نے تمام ضروری دستاویز کی نقل یا فوٹو کاپی اپنے ساتھ لے لی اور اسی کی روشنی میں اس واقعے کی حقیقی کیفیت پیش کی جارہی ہے۔

الدار السلفیہ نے کون سا قرآن طبع کرایا تھا: دینی کتابیں بیچنے والوں کے یہاں، مختلف سائز اور کتابت کے جو قرآن مجید پائے جاتے ہیں وہ مختلف نمبروں سے معروف ہیں۔ انھیں میں ایک قرآن مجید حوالہ نمبر ۵۳ ہے، جو ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش کے تقریباً تمام کتب فروشوں کے یہاں ملتا ہے، اور عرصہ دراز سے رائج ہے۔ چھاپنے والے انھیں نسخوں کا فوٹو لے کر چھاپتے رہتے ہیں اور عام طور سے چھاپہ خانوں میں اس کی پلیٹیں بھی پائی جاتی ہیں۔ قرآن مجید کے دوسرے سائز اور نمبروں کی طرح حوالہ ۵۳ میں بھی کہیں کوئی غلطی نہیں ہے۔

۲۶ اگست ۱۹۰۰ء کو ادارہ الدار السلفیہ بمبئی نے ناز پبلشنگ ہاؤس دہلی کو اسی قرآن مجید حوالہ ۵۳ کے پندرہ ہزار نسخے چھاپنے کا آرڈر دیا۔ یہ آرڈر زبانی نہ تھا بلکہ باقاعدہ ایک عہدنامہ لکھا گیا، اور اس عہدنامہ پر فریق اول کی حیثیت سے ناز پبلشنگ ہاؤس کے مالک عبدالصمد صاحب نے، اور فریق ثانی کی حیثیت سے مولانا مختار احمد ندوی کے صاحبزادے اسلم صاحب نے دستخط کیے۔ گواہی کی حیثیت سے اس دستاویز پر منظور عالم صاحب کا دستخط ثبت ہے۔

غلطی کی نوعیت: اس معاہدہ کے بعد عبدالصمد صاحب نے جو قرآن چھپوا کر الدار السلفیہ کے حوالے کیا وہ تھا تو حوالہ ۵۳ ہی کا فوٹو مگر اس میں (شاید اپنے تجارتی فائدے کے لیے) معاہدے کی بعض خلاف ورزیاں کیں یعنی کاغذ اور روشنائی معیاری استعمال نہیں کی اور غالباً زیادہ پرانی پلیٹوں سے انھیں چیک کیے بغیر قرآن مجید چھپوا دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ متعدد جگہ چھپائی خراب آئی۔ کہیں کوئی حرف صاف آیا تو کہیں کوئی حرف اڑ گیا اور کہیں روشنائی پھیل گئی، اور حروف گچ مچ ہو گئے۔ بلکہ ایسا بھی ہوا کہ ایک ہی لفظ کسی نسخے میں بالکل صاف اور واضح آیا تو کسی نسخے میں ناصاف ہو گیا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا کہ لفظ یا حرف یا زیر زبر وغیرہ کی غلطی ہوئی ہو بلکہ یہ سطر بہ سطر لفظ بہ لفظ اور حرف بہ حرف اسی قرآن کے مطابق ہے جو مسلمانوں کے گھر گھر میں موجود ہے۔ البتہ ناصاف چھپائی کی وجہ سے کہیں کہیں پڑھنے میں دشواری ہوتی ہے۔

AsliAhleSunnet.com

بہر حال چھپائی کی خرابی پر مزید ستم ظریفی یہ ہوئی کہ جلد ساز نے چھپے ہوئے فرمے کہیں کہیں الٹے موڑ دیے یا انھیں صحیح ترتیب کے ساتھ نہ رکھا۔ اس کا نتیجہ ہوا کہ کہیں کہیں صفحات کی ترتیب بھی صحیح نہ رہی۔

کوتاہی کس کی تھی؟ یہ قرآن چونکہ چند دینی اداروں کے ذریعہ مفت تقسیم کرانا تھا، اس لیے دہلی سے براہِ راست ان اداروں کو بھیج دیا گیا مگر تقسیم شروع ہوئی تو معلوم ہوا کہ اس میں طباعت کی غلطیاں ہیں۔ اس کا علم ہوتے ہی الدار السلفیہ نے فوراً دو اقدام کیے۔

پہلا اقدام یہ کیا کہ عبدالصمد صاحب مالک ناز پبلشنگ ہاؤس دہلی سے باز پرس کی۔ انھوں نے پہلے ۹ مارچ اور پھر ۱۵ مارچ ۸۲ء کو نہایت انکسار کے ساتھ تحریری طور پر معذرت کی اور معافی مانگتے ہوئے اپنی غلطی کا بار بار اعتراف کیا۔ انھوں نے لکھا کہ "یہ غلطی ہو گئی ہے۔ اس سے آپ کی طرح مجھے بھی بہت تکلیف اور شرمندگی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ کوئی مسلمان جان بوجھ کر قرآن پاک میں غلطی نہیں کر سکتا۔ اللہ معاف کرے سہواً ہو گیا ہے۔ .... غلطی تو بہر حال غلطی ہے، اس کا اعتراف کر رہا ہوں اور شرمندہ ہوں۔ اور جو کچھ آپ لوگ تصحیح وغیرہ کا خرچ لگائیں گے قبول کروں گا۔" اس سے قطعی طور پر واضح ہے کہ طباعت کی جو غلطیاں مذکورہ قرآن مجید میں ہوئیں وہ الدار السلفیہ نہیں بلکہ ناز پبلشنگ ہاؤس کی کوتاہی کا نتیجہ تھیں۔

قرآن کی سمندر میں تہ نشینی اور تدفین: الدار السلفیہ نے دوسرا اقدام یہ کیا کہ ۲۰ فروری ۸۲ء کے قومی آواز بمبئی میں اعلان شائع کر کے عوام سے اس قرآن مجید کے تقسیم شدہ نسخے واپس طلب کر لیے۔ کچھ عرصہ تک دفتر جمعیۃ اہلحدیث میں یہ نسخے واپس آتے رہے۔ جب یہ آنے بند ہو گئے تو انھیں مسلمانوں کے اندر معروف رواج کے مطابق ضائع کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ انھیں ٹاٹ کے نئے اور عمدہ تھیلوں میں پیک کیا پھر ادارہ کے ایک محسن اور معاونِ خاص جناب محمد امین صاحب نے انھیں اپنی فیکٹری سنجان گجرات میں لے جا کر فیکٹری کے ملازم محمد داؤد کے حوالے کیا اور اسے تاکید کی کہ سنجان کے کھلے، گہرے اور صاف سمندر میں کسی ملاح کے ذریعہ ان تھیلوں کو ڈبو دیا جائے۔ لیکن اس نے معاملے کی اہمیت اور نزاکت نہ سمجھی اور کھلے سمندر کے بجائے سمندر کی ایک کھاڑی میں جہاں پانی اترتے پر قدِ آدم گہرائی رہتی ہے، ان تھیلوں کو ڈبو دیا۔ غالباً کوئی بنڈل ڈبوتے وقت کھل گیا اور بعد میں قرآن کے کچھ نسخے لہروں کے ساتھ کنارے آ گئے۔ جسے دیکھ کر مسلمانوں میں ناراضگی پھیلی۔ اس کی اطلاع ملتے ہی بمبئی سے محمد امین اور

AsliAhleSunnet.com

اسلم مختار صاحبان سنجان پہنچے اور کنارے پڑے ہوئے نسخوں کو جمع کرکے احتیاط کے ساتھ سنجان کے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کردیا، اور یہ افسوسناک واقعہ ختم ہوگیا۔

مسلم سنت جماعت دہلی کی فتنہ انگیزی:

مگر جب اس واقعے کی اطلاع سنجان سے تیس کلومیٹر دور دہلی پہنچی تو وہاں کی "مسلم سنت جماعت" کے بعض غرض مندوں نے اسے ایک گھناؤنے فتنہ کی شکل دینے کا پلان بنایا، چنانچہ پندرہ دن بعد ملاحوں کے ذریعہ جال ڈلوا کر سنجان کی کھاڑی سے تہ نشین قرآن مجید کے بنڈلوں کو نکلوا نکلوا کر کیچڑ میں لت پت ان بنڈلوں کی تصویریں لیں۔ پھر اخبارات میں سنسنی خیز خبریں چھاپیں۔ مساجد میں اشتعال انگیز تقریریں کیں۔ گجرات سے دہلی تک سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر نفرت کی مہم چلائی اور عوام کو احتجاج پر اکسایا۔

ادھر اسلم مختار اور محمد امین صاحبان نے اس سعادت مندی کا ثبوت دیا کہ اگرچہ انھوں نے کسی مرحلہ پر قصداً کوئی کوتاہی یا غلط اقدام نہ کیا تھا، بلکہ جو کچھ ہوگیا تھا، محض اتفاقی حادثہ کے طور پر ہوگیا تھا۔ پھر بھی انھوں نے قرآن مجید کی حرمت اور تقدس کے پیش نظر کسی طرح کی جیل و حجت اور قیل و قال کے بجائے ہر موقع پر صاف اور دو ٹوک الفاظ میں اپنی کوتاہی اور غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے معافی ہی مانگی۔ شرافت و اخلاق کا تقاضا تھا کہ اس کے بعد سارے معاملہ کو ختم کرکے ایک قصۂ پارینہ بنادیا جاتا۔ مگر آپ حیرت سے سنیں گے کہ دہلی کی "مسلم سنت جماعت" نے انکے اسی تحریری معافی نامے کو — جسے خود اس جماعت نے لفظ بلفظ املا کرایا تھا — اپنی مہم کا سب سے بڑا ہتھیار بنا کر عوام و خواص میں خوب خوب اچھالا اور ناقابل تصور حد تک زہر افشانیاں کی گئیں۔ اور اس سے بھی طبیعت آسودہ نہ ہوئی تو پولیس کے ذریعہ اسلم مختار اور محمد امین صاحبان پر مقدمہ دائر کردیا، اور کیس میں جان ڈالنے کے لیے عبدالصمد مالک تاج پبلشنگ ہاؤس دہلی کو واپی بلوا کر ان سے ان کے تحریری معاہدے کے برخلاف ایک انتہائی جھوٹا، من گھڑت اور اشتعال انگیز بیان لیا۔ جس میں عبدالصمد صاحب نے الدار السلفیہ پر یہ الزام لگایا ہے کہ الدار السلفیہ نے انھیں قرآن کا ایک خاص نسخہ طباعت کے لیے دیا تھا اور چونکہ اس میں غلطیاں تھیں، جس کا انھیں علم نہ تھا اس لیے اس کا فوٹو لے کر جو قرآن انھوں نے چھاپا وہ بھی غلط چھپا۔

بہرحال عمرگاؤں کی عدالت نے چند پیشیوں کے بعد فریقین کو مشورہ دیا کہ باہم مصالحت کرلیں۔ اس پر مسلم سنت جماعت، واپی کے ذمہ داران نے ایک تحریری صلح نامہ تیار کیا اور فریقین نے اس پر دستخط کیے۔

AsliAhleSunnet.com

ہر چند کہ یہ معاملہ عدالت سے تعلق رکھتا تھا اور واپی اور اس کے اطراف کے عوام اردو کے بجائے گجراتی لکھتے پڑھتے ہیں مگر صلح ہو جانے کے بعد واپی کے ذمہ داروں نے اصرار کیا کہ یہ صلح نامہ بمبئی کے کسی اردو اخبار میں شائع ہونا چاہیے۔ چنانچہ ان کے اصرار پر یہ صلحنامہ ۱۴ر جنوری ۸۵ء کے روزنامہ ہندوستان ٹائمس بمبئی میں شاہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوا اور اس کی کاپیاں عدالت میں پیش کی گئیں۔ مگر واپی کے ذمہ داران اس شبہ کا اظہار کر کے صلح سے مکر گئے کہ روزنامہ ہندوستان کی یہ اشاعت عوام تک نہیں پہنچ سکی۔ حالانکہ ادارۂ ہندوستان نے اس کے باضابطہ شائع کیے جانے کا سرٹیفکٹ بھی لکھ کر دیا۔

مسلم سنت جماعت واپی کی اس اخلاق سوز بدعہدی کے بعد بمبئی کے

علمائے بمبئی کی مساعی: نامور علمائے دین کا ایک وفد ۱۰ر جنوری ۸۵ء کو واپی گیا۔ یہ وفد مولانا ظل الرحمان صاحب صدیقی صدر جمعیۃ العلماء صوبہ مہاراشٹر، محترم قاری محمد زبیر صاحب خطیب مہندی مسجد بلاسیس روڈ بمبئی۔ مولانا محمد مستقیم صاحب اعظمی سکریٹری حج اینڈ ویلفیر ایسوسی ایشن۔ مولانا مولانا مختار احمد صاحب ندوی مدیر الدار السلفیہ بمبئی اور محمود یوسف میاں جی صاحب پر مشتمل تھا۔ یہ علمائے کرام واپی کے رئیس محترم حاجی محمد عثمان صاحب کی معیت میں جناب اسرار الحق صاحب کے مکان پر جمع ہوئے کہ یہی حضرات اس سارے فتنے کے روح رواں " اور " قائد اعظم " تھے۔ اس وقت واپی میں مقیم مولانا علیق احمد قاسمی اور جناب مولوی زبیر احمد صاحب بھی تھے۔ دو تین گھنٹے کی گفتگو سے اندازہ ہوا کہ معاملہ کی نوعیت محض غلط فہمی، غلط بیانی اور جذبۂ بغض و عناد کی وجہ سے پیچیدہ ہوگئی ہے۔ پھر بھی قرآن مجید کی عظمت کا احساس کرتے ہوئے علمائے بمبئی نے واپی کے ان علماء کے اصرار پر روزنامہ ہندوستان میں طبع شدہ صلح نامہ کو دوبارہ ۱۲ر جنوری ۸۵ء کے روزنامہ انقلاب بمبئی میں من وعن چھپوا دیا۔ اور مزید توثیق و تائید کے لیے فریقین اور گواہان کے ناموں کے ساتھ علمائے بمبئی کے اسماء گرامی بھی بطور گواہ شائع کیے گئے اور اس کی ہزاروں کاپیاں ملک میں تقسیم ہوئیں۔ مگر مزاج کی کجی ملاحظہ ہو کہ ذمہ داران واپی نے علماء بمبئی کی اس توثیق و تائید کا استقبال کرنے کے بجائے الٹے یہ اعتراض کھڑا کر کے کہ بمبئی کے ان علماء کا نام بطور گواہ اخبار میں کیوں شائع کیا گیا۔ اس معاملہ کو ختم کرنے سے انکار کر دیا۔

ع

کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا؟

AsliAhleSunnet.com

اس پوری تفصیل سے ہر درد مند مسلمان اندازہ کرسکتا ہے کہ قرآن کی بے حرمتی اور فساد بین المسلمین پر کون سا فریق تلا ہوا ہے اور ایک اتفاقی اور غیر ارادی حادثہ کو کس طرح اپنے ناروا مقاصد کے لیے استعمال کر رہا ہے۔

دار العلوم دیوبند کا فتویٰ: بمبئی کے درد مند مسلمان جو اس تکلیف دہ واقعہ کو ختم کرا دینا چاہتے تھے، انھوں نے ایک اور کوشش کی۔ چونکہ نرائن کے نام مسلمان حلقہ دیوبند سے تعلق رکھتے ہیں اور فساد کی قیادت دیوبند ہی کے چند فارغین نے سنبھال رکھی ہے۔ اس لیے بمبئی کے درد مندوں نے پورے واقعے کی مختصر روداد قلمبند کرکے دار العلوم دیوبند سے حسب ذیل سوالات کیے۔

۱۔ قرآن مجید کی چھپائی میں بے احتیاطی برتنے اور معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے نیز اپنے سابقہ معذرت نامہ سے انحراف کرنے پر پریس کا مالک عند اللہ وعند الناس مجرم ہے یا نہیں؟ اگر وہ مجرم ہے تو اس کو شرعاً کیا سزا ملنی چاہیے۔؟

۲۔ سمندر کی کھاڑی میں ان ناصاف قرآن مجید کے نسخوں کو ڈبونے یا دفن کرنے کا عمل شرعاً درست ہے یا نہیں؟

۳۔ قرآن مجید کے ان بنڈلوں کو پانی کی تہ میں دب جانے اور خستہ و بوسیدہ ہو جانے کے مدتوں بعد محض دشمنی کی خاطر ملاحوں کے ذریعہ جال ڈلوا کر باہر نکالنا اور ان کی بھیانک تصاویر لینا اور اس قصہ کو قرآن مجید کی بے حرمتی کا مسئلہ بنا کر عوام میں نفرت اور احتجاج کی مہم چلانا شرعاً کیسا ہے۔؟ بینوا و توجروا

عبد القیوم سلیمان لکڑاوالا دوکان نمبر ۱۲ محمدی نمبر مارکٹ

مولانا شوکت علی روڈ، بمبئی نمبر ۸

ان سوالوں کا جواب دار العلوم دیوبند سے حسب ذیل آیا۔

باسمہٖ سبحانہ

الجواب وباللہ التوفیق

نوٹ: سوال کی زائد باتوں سے قطع نظر کرکے نفس مسئلہ کی تحقیق شرعی کرکے شرعی حکم لکھدیا گیا ہے تاکہ

AsliAhleSunnet.com

تاکہ منصف مزاج شخص صحیح عمل کرکے اپنی آخرت سنوار لے! اور بس!

....

۱۔ حسب تحریر قرآن مجید کی چھپائی میں بے احتیاطی برتنے اور معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے پر نیز اپنے سابقہ تحریری معذرت نامہ سے انحراف کرنے پر پریس کا مالک عند اللہ مجرم و گنہگار اور شرعاً اس نقصان مالی کی تلافی کا ذمہ دار ہے اور اس پر اس کا ضمان شرعاً واجب الادا ہے۔ الا یہ کہ صاحب حق یعنی زید[1] معاف کردے

۲۔ اس سلسلہ میں تسلیم شدہ عند الاحناف چند فقہی عبارتیں پیش ہیں۔

(الف) فی الدر المختار علی هامش رد المحتار ج۱ ص ۱۱۹۔ المصحف إذا صار بحال لا يقرأ يدفن كالمسلم ۱۲ (ب) تحت قوله يدفن. اى يجعل فى خرقة طاهرة و يدفن فى محل غير ممتهن لا يوطأ (الى قوله) ولا بأس بان تلقى فى ماء جار كما هى او تدفن وهو احسن۔ ۱۲۔

(ج) تحت قوله كالمسلم. فانه مكرم واذا مات وعدم نفعه يدفن وكذلك المصحف فليس فى دفنه اهانة له بل ذلك اكرام خوفا من الامتهان۔ ۱۲ (د) وهكذا فى فتاوى العالمگيرية ج ۵ ص ۳۲۳ مع البزازية (وفيه ايضاً) المصحف إذا صار خلقا وتعذرت القرأة منه لا يحرق بالنار اشار الشيبانى الى هذا فى السير الكبير (ه) وهكذا فى فتاوى قاضى خان وغير ذلك من المعتبرات۔

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ اصلی بات یہ ہے ایسے ناقابل تلاوت مصحف پاک کو جسد مسلم کی طرح اعزاز و احترام سے پاک زمین میں لحد کھود کر یا شق کھود کر پاک چیز میں مثلاً پاک کپڑے وغیرہ میں لپیٹ کر لحد یا شق میں رکھ کر اوپر سے ڈھکن لگا کر دفن کردیا جائے۔

اور جب ایسا نہ ہوسکے مثلاً ایسی پاک جگہ نہ ملے یا ایسے مصحف پاک اتنے زیادہ ہوں کہ ان کی تعداد کے مطابق مانند قبر گہرا گڈھا کھود کر مثل طریق بالا دفن کرنا مشکل و متعذر ہو تو بلا کراہت یہ بھی جائز ہے کہ مصحف کو پاک چیز (کپڑا، پلاسٹک یا ٹاٹ وغیرہ) محفوظ کرکے وزنی پتھر وغیرہ جو پانی میں نہ نکلے اس میں رکھ کر یا باندھ کر بارجاری میں۔ اور بار جاری نہ ملے تو کم از کم قد آدم سے زیادہ گہرے پانی میں

---

[1] سوال میں الدار السلفیہ کے ذمہ دار کو زید کا نام دیا گیا تھا۔

AsliAhleSunnet.com

اس طرح ڈالیں کہ مصحفِ پاک تہ نشین ہو جائے اور اس عمل میں مصحف پاک کی اہانت نہیں ہے، بلکہ جسدِ مسلم کی طرح اس کا احترام و تحفظ ہے۔

پس صورتِ مسئولہ میں حسبِ تحریر سوال جب ایسے مصاحف پاک کی تعداد پندرہ ہزار کے قریب تھی تو ظاہر ہے کہ ان سب کے لیے اتنے کثیر گڈھے مثل قبر کے گہرے کھود کر اس میں تدفین کرنا بلاشبہ متعذر یا مشکل تھا۔ لہٰذا ایسی صورت میں سمندر کی گہری کھاڑی میں پاک چیز میں لپیٹ کر اس طرح ڈال دینے سے کہ سب تہ نشین ہو جائیں ہرگز اہانت کا معاملہ نہ ہوگا۔ پھر ملاحوں کے ذریعہ جال ڈال کر نکالنے کے عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ سب مصاحف پاک (قدِ آدم سے) زیادہ گہرے پانی میں تہ نشین ہو گئے تھے تو زید کا یہ عمل بلاشبہ شریعت مطہرہ کے حکم کے عین مطابق تھا اور بلا کراہت جائز و درست تھا۔ پھر اگر کسی بنڈل کا بند ٹوٹ جانے کی وجہ سے کچھ اوراق پانی کے اوپر آ گئے اور زید نے ان اوراق کو اکٹھا کرا کے محفوظ طریقے پر گہرے پانی میں تہ نشین کرا دیا، یا قبرستان میں دفن کر دیا۔ تو اس کا وزر بھی شرعاً زید پر نہیں آئے گا۔

بخلاف فریق ثانی کے عمل کے کہ اس نے ملاحوں کے ذریعہ جال ڈلوا کر جائز طریقہ سے مدفون مصاحف کو اوپر نکلوا دیا، اس عمل سے بیشک ان مصاحف پاک کی سخت توہین ہوئی۔ یہ ایسا ہوا جیسا کہ مدفون جسد مسلم کو قبر کھود کر برآمد کرنا۔ لہٰذا فریق ثانی اس عمل سے سخت گنہگار ہوا۔ اس پر شرعاً لازم ہے کہ وہ اپنی اس حرکت سے توبہ کرے، پھر حسب سابق ان مصاحف پاک کو قدِ آدم سے گہرے پانی میں اعزاز و احترام کے ساتھ تہ نشین کرکے مستور کرا دے۔

۳۔ نمبر دو کے جواب سے اس نمبر (۳) کا جواب خود بخود نکل آیا۔ فریق ثانی کا یہ فعل شرعاً غلط اور مزاجِ شرع و شارع علیہ السلام کے خلاف اور ناجائز ہوا۔ اور اس پر لازم ہے کہ جلد سے جلد تائب ہو کر ان مصاحف پاک کو قدِ آدم سے زیادہ گہرے پانی میں تہ نشین کرا کر مستور کرا دے۔ ورنہ یہ توہین کلام اللہ کی توہین ہوگی اور کلام اللہ ملوک الکلام اور لیس کمثلہ کلام آخر ہے اور شعائر اسلام میں سے ہے، اس لیے شدید خطرہ ہے کہ مبادا وہ اس توہین کی پاداش میں عذابِ آخرت کے علاوہ کسی دنیوی وبال میں مبتلا نہ ہو جائے۔

اعاذنا اللہ منہا وجمیع المومنین۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ العبد نظام الدین

مفتی دارالعلوم دیوبند سہارنپور ۶/۶/۱۴۰۵ھ

مہر دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

AsliAhleSunnet.com

اپنی افتادِ طبع کے مطابق جماعتِ اسلامی نے بھی اس کھیلے میں تامل نہ ضروری سمجھا، چنانچہ جماعتِ اسلامی ہند کے ترجمان ہفت روزہ دعوت ۱۳-۱۹ جنوری ۱۹۸۵ء کے ص ۳ پر "ایک دل خراش واقعہ، ایک عبرت انگیز مقدمہ" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا۔ اس میں صرف یہی نہیں کہ واقعے کی صورت جانبداری کے ساتھ اور بگاڑ کر پیش کی گئی اور عبدالصمد صاحب مالک تاج پبلشنگ ہاؤس کے اس بیان کو بھی بلا تحقیق تسلیم کر لیا گیا۔ جس میں انہوں نے الدار السلفیہ کے ساتھ کیے ہوئے اپنے تحریری معاہدے کے برخلاف یہ الزام لگایا ہے کہ الدار السلفیہ نے انہیں قرآن مجید کا ایک غلط نسخہ طباعت کے لیے دیا تھا اور اس کا عکس لے کر ہو بہو چھاپنے کا حکم دیا تھا۔ اس لیے عبدالصمد صاحب کے یہاں چھپے ہوئے قرآن مجید بھی غلط ہو گئے۔ بلکہ اخبار دعوت نے ایک قدم مزید آگے بڑھ کر کچھ اس قسم کی حاشیہ آرائی کی جس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ آجکل یہود ایک خاص پروگرام کے تحت جو غلطیوں سے بھرا ہوا تحریف شدہ قرآن کریم پوری دنیا میں پھیلا رہے ہیں شاید انہیں میں سے کوئی نسخہ کسی "ذریعے" سے حاصل کر کے الدار السلفیہ نے چھاپ دیا ہے۔ حالانکہ اس طرح کا تاثر پھیلانا ایک حد درجہ افسوسناک شرارت اور دلآزار، گھناؤنے پروپیگنڈہ کے سوا کچھ نہیں۔ کیونکہ یہود نے جو تحریف شدہ قرآن چھاپا ہے۔ اس میں سے وہ تمام آیتیں نکال دی ہیں جن میں یہود کی خرابی و برائی بیان کی گئی ہے۔ اور ایسی آیتوں کی تعداد کئی سو ہے۔ جبکہ الدار السلفیہ کا چھاپا ہوا قرآن بسم اللہ سے لے کر والناس تک حرف بہ حرف ٹھیک اس قرآن مجید کے مطابق ہے جو مسلمانوں کے پاس گھر گھر موجود ہے، چھپائی کی خرابی کے علاوہ ایک حرف کا بھی فرق نہیں۔ پھر الدار السلفیہ والے قرآن کو یہود کے تحریف کردہ قرآن سے کیا نسبت؟ مگر بات کا بتنگڑ بنانا ہو تو کوئی اس کا فن مدیر دعوت سے سیکھے۔

جماعتِ اسلامی کا کردار:

بہر حال ہفت روزہ دعوت نے جب یہ زہریلا مضمون شائع کیا تو مولانا مختار احمد صاحب ندوی نے جماعتِ اسلامی کے امیر مولانا ابواللیث صاحب اصلاحی کی توجہ اس جانب مبذول کرائی اور اس غلط بیانی و دلآزاری پر احتجاج کیا۔ مولانا ابواللیث صاحب نے حالات کی نزاکت محسوس کرتے ہوئے اس پورے معاملے کی چھان بین کی ذمہ داری جماعتِ اسلامی بمبئی کے امیر محترم ریاض احمد صاحب کو سونپی۔ موصوف الدار السلفیہ تشریف لے گئے۔ تمام فائلوں اور کاغذات کا مطالعہ کیا۔ اور جب ساری تحقیقات مکمل کر لیں تو

AsliAhleSunnet.com

الدار السلفیہ سے ایک جامع بیان لکھوایا، پھر اس بیان کا حرف بحرف مطالعہ کیا، اور جہاں جہاں تبدیلی مناسب سمجھی تبدیلی کی۔ متعدد جگہ جملوں اور عبارتوں کا اضافہ کیا۔ اس طرح یہ بیان درحقیقت الدار السلفیہ اور امیر جماعت اسلامی بمبئی کا مشترکہ بیان ہو گیا یا بلفظ دیگر الدار السلفیہ کا وہ بیان ہوا جس کے لفظ لفظ سے امیر جماعت اسلامی بمبئی کو مکمل اتفاق تھا۔ اس کے بعد یہ بیان ہفت روزہ دعوت میں اشاعت کے لیے بھیجا گیا، اس کے ساتھ محترم ریاض احمد صاحب نے جناب قیم جماعت اسلامی ہند کو جو خط لکھا وہ یہ تھا۔

... ...

۳۰ جنوری ۸۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی و محترمی قیم جماعت اسلامی ہند!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے امیر جماعت اسلامی ہند کی ہدایت کے مطابق دعوت مورخہ ۱۹ تا ۲۶ جنوری مطالعہ کیا اور الدار السلفیہ کا وہ فائل بھی دیکھا جو کہ عبدالصمد صاحب مالک تاج پبلشنگ ہاؤس دہلی سے قرآن مجید کی طباعت سے متعلق ہے۔

فائل دیکھنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ الدار السلفیہ نے عبدالصمد صاحب کو قرآن ماخوذ نمبر ۵۲ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ کاغذ رف رشیا چھاپنے کا آرڈر دیا تھا جو ماخوذ نمبر ۵۲ اسٹینڈرڈ سائز ہے، جو کہ ہندوستان و پاکستان اور بنگلہ دیش میں عام طور سے معروف ہے اور مطابع میں ان کی پلیٹیں پائی جاتی ہیں۔

اس لیے عبدالصمد کا یہ بیان کہ الدار السلفیہ نے ان کو آرڈر کے ساتھ کوئی نسخہ بھی دیا تھا، اور پھر بعد میں دیکھنے کے بہانے واپس لے لیا۔ خلاف حقیقت ہے۔

دوسرے یہ کہ قرآن ماخوذ نمبر ۵۲ کا متنازعہ نسخہ بھی دیکھا ہے جو کہ ہے تو ماخوذ نمبر ۵۲ کے مطابق، لیکن اس میں طباعت اور پلیٹ کی خرابی کی وجہ سے حروف کہیں کہیں مٹ گئے ہیں یا سیاہی پھیل جانے کی وجہ سے خراب ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے عام قاری کے لیے صحیح پڑھنا مشکل ہے۔ البتہ روزانہ تلاوت کرنے والا اگر غور کرے تو صحیح پڑھ سکتا ہے۔

اس لیے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ الدار السلفیہ کی طرف سے جو وضاحتی بیان جارہا ہے، ادارہ دعوت اپنی طرف سے جوں کا توں شائع کردے تاکہ معاملہ کی صفائی ہو جائے اور جس اشاعت میں یہ بیان شائع ہو اس کی پچاس کاپی الدار السلفیہ خریدنا چاہتا ہے۔ بمبئی کے پرچوں کے ساتھ مطلوبہ کاپیاں بھیج دی جائیں۔

AsliAhleSunnet.com

مرکز کے تمام رفقار کو سلام مسنون ۔ خدا کرے مزاج گرامی بخیر ہوں ۔ فقط والسلام

ریاض احمد ۳۰/۱/۸۵ء

...

اس کے بعد ۱۳ر فروری کو ریاض صاحب نے پھر ایک خط تنظیم جماعت اسلامی کے نام لکھا ۔ اور اس میں واقعہ سے متعلق اپنی تحقیق جو الدار السلفیہ کے بیان کے مطابق تھی، مختصراً ذکر کرتے ہوئے عبدالصمد صاحب مالک ناز پبلشنگ ہاؤس کے اس بیان کی تردید بھی کی کہ انہیں کوئی مخصوص نسخہ قرآن طباعت کے لیے دیا گیا تھا ۔

حق پسندی کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس کے بعد جماعت اسلامی ہند کا اخبار دعوت، الدار السلفیہ بمبئی کے بیان کو جوں کا توں شائع کر دیتا، مگر ایک ماہ سے زیادہ عرصہ کی خاموشی کے بعد اس ہفت روزہ دعوت دہلی بابت ۱۰/۱۶ مارچ کے شمارے میں ص ۱۰ پر الدار السلفیہ کا بیان شائع بھی کیا تو اس طرح کہ اس بیان کو مختصر کر کے اس کا مثلہ کر دیا اور ان تمام اجزاء کو حذف کر دیا، جس سے دوسرے فریق کے گھناؤنے طرز عمل، فساد بین المسلمین اور حرمت قرآن سے کھلواڑ کی نقاب کشائی ہوتی تھی ۔ مدیر دعوت نے مزید ستم یہ کیا کہ یہ واضح نہیں ہونے دیا کہ اس بیان سے امیر جماعت اسلامی بمبئی نے امیر جماعت اسلامی ہند کے حکم کے بعد مکمل تحقیق کر کے لفظ بلفظ اتفاق کیا ہے ۔ بلکہ اس کے برعکس شروع میں یہ بتاتے ہوئے کہ یہ الدار السلفیہ کا اپنا بیان ہے مدیر ادارتی نوٹ لگا دیا کہ "....... یہ ضروری نہیں کہ اس مضمون میں جو باتیں کہی گئی ہیں ہم ان سب سے متفق ہوں ...."

".. ہمارے نزدیک زیر نظر مضمون کی حیثیت ایک فریق کی وضاحت کے سوا اور کچھ نہیں ۔"

ناظرین حیران ہوں گے کہ مدیر دعوت کی اس حرکت کو کس چیز سے تعبیر کریں ۔ موصوف نے الدار السلفیہ کا ڈانڈا یہود سے ملانے کی ناروا کوشش کی تھی ۔ شاید اسی کے جواب میں ان پر یہ خدائی مار پڑی کہ ان کی ایک ایسی حرکت کا ظہور ہوا جو یہود کا خاصہ تھا ۔ اور جس سے قرآن نے یوں منع کیا ہے ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون ۔ (حق کو باطل کے ساتھ ملتبس نہ کرو اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ ۔) اللہ سب کو قبول حق کی ہدایت دے ۔ آمین ۔

محدث کا اگلا شمارہ: محدث کا اگلا شمارہ مئی جون ۱۹۸۵ء کا مشترکہ ہوگا ۔ (ادارہ)

AsliAhleSunnet.com

بقیہ اصحاب عزیمت :۔

لفظ کا صحیح استعمال بھی آپ لوگوں کو معلوم ہے یا نہیں؟

آپ دین فروشی کی جس مہم میں لگے ہوئے ہیں، اس کا پردہ ہٹائے بغیر عرض ہے کہ آپ اس کے بجائے اگر پیٹ کا دھندا چلانے کے لیے کسی حاجی مستان مرزا سے مشارکت کرلیں اور رات کو سوتے وقت اللہ پاک سے رو کر کہیں کہ بار الہا! نفس کا دھندا چلانے کے لیے یہ مشتبہ کاروبار کر رہا ہوں، تو ابن رحمت بے پایاں سے مجھے معاف کر، تو یہ کم معصیت رساں ہوگا اور امید ہے کہ وہ رحمان و رحیم و ارحم الراحمین و خیر الراحمین اسے معاف فرمائے گا۔

اور اگر دین و مذہب کے نام پر آپ نے یہ سلسلہ جاری رکھا اور اپنے آپ کو احمد بن حنبل، ابن تیمیہ اور ابو الکلام وغیرہم کا ہم پلہ یا ان سے افضل قرار دیا تو پھر آپ یہ ارشاد سامنے رکھ کر سوچ لیجیے کہ آپ کہاں کھڑے ہیں: اذا اراد اللہ بعبد خیرا بصرہ بعیوب نفسہ۔ جب اللہ پاک کسی بندے کے متعلق ارادہ خیر رکھتا ہے تو اسے اپنے عیوب کو دکھا دیتا ہے۔ والسلام

تلخ گو خیر اندیش صوفی نذیر احمد کاشمیری

بقیہ جمعیۃ الشبان المسلمین:

اور ہمارا پروگرام یہ ہے کہ ہر ماہ کوئی دینی و اصلاحی پمفلٹ شائع کیا جائے۔

اس کے علاوہ تعلیم بالغاں کا پروگرام بھی زیر غور ہے، لیکن مناسب مقام دستیاب نہ ہونے کے سبب اس پر عمل نہیں ہو رہا ہے۔ ان شاء اللہ اس کے لیے مناسب جگہ کا انتظام ہوتے ہی اس پروگرام کو بھی بروئے کار لایا جائے گا۔

لائبریری: جمعیۃ کی ایک لائبریری بھی ہے جو فی الحال نہایت مختصر ہے لیکن اس کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے کا پروگرام ہے۔ اس لائبریری میں اندرون ملک و بیرون ملک سے شائع ہونے والے دینی و ادبی میگزین بھی منگائے جاتے ہیں اور ہر خاص و عام کو یہاں آنے کی اجازت ہے تاکہ مسلمانوں کو عموماً اور نوجوانوں کو خصوصاً دینی معلومات بہم پہنچائی جا سکیں۔

(احسن جمیل سکریٹری جمعیۃ الشبان المسلمین بنارس)

AsliAhleSunnet.com

ریاستی جمعیۃ اہل حدیث مشرقی یوپی کی تشکیل جدید

مورخہ ۱۰ / مارچ ۱۹۸۵ء یوم اتوار بوقت ۱۰/ بجے دن مرکزی دارالعلوم بنارس میں ریاستی جمعیۃ اہل حدیث مشرقی یوپی کی مجلس شوری نے مولانا صفی الرحمن صاحب اعظمی حفظہ اللہ کو امیر، حضرت مولانا محمد عمر صاحب کو نائب امیر انور بستوی کو ناظم اعلی اور جناب محمد احمد صاحب بنارسی کو خازن منتخب کیا۔ نئے منتخب امیر نے دفعہ نمبر ۴۲ کے تحت درج ذیل حضرات کو ریاستی جمعیۃ کی مجلس عاملہ کا رکن نامزد کیا:

◎ جناب مولانا عبد الوحید صاحب سلفی امیر مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند ◎ جناب مولانا ڈاکٹر مقتدی حسن صاحب ازہری وکیل الجامعۃ السلفیہ بنارس ◎ جناب مولانا عبد الوحید صاحب رحمانی شیخ الجامعۃ السلفیہ بنارس ◎ جناب مولانا عبد الرحمن صاحب مبارکپوری اعظم گڈھ ◎ جناب مولانا عبد المبین صاحب منظر بستی ◎ جناب قاری عبد الرشید صاحب الہ آباد ◎ جناب مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظم گڈھ ◎ جناب ڈاکٹر عبد الباری صاحب بستی ◎ جناب مولانا محمد عمر صاحب نورانی اعظم گڈھ ◎ جناب بابو فصیح الدین صاحب گونڈہ ◎ جناب مولانا عبد الحکیم صاحب اعظم گڈھ ◎ جناب ڈاکٹر اسلم صاحب کان پور ◎ جناب مولانا عبد النور صاحب الہ آباد ◎ جناب ڈاکٹر مختار احمد صاحب بنارس ◎ جناب ڈاکٹر انجم جمال اثری صاحب گورکھپور ◎ جناب ماسٹر عبد الحمید صاحب جون پور۔

(انور بستوی)

وفات

الحاج خلیل سیٹھ صاحب مرحوم مالیگاؤں کی اہلیہ محترمہ ۱۳ / مارچ کو اکولہ کے قریب ایک کار حادثہ کا شکار ہوکر مسلسل بے ہوشی کے عالم میں ۱۶ / مارچ بروز سنیچر صبح ساڑھے ۶ بجے انتقال کر گئیں۔ انا للہ اللہ تعالی مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

(عبد القیوم فیضی)

AsliAhleSunnet.com

Reg. No. R N. 40352/81

April **MOHADDIS** 1985

THE ISLAMIC CULTURAL & LITERARY MONTHLY MAGAZINE
AL-JAMIATUS SALAFIAH (AL-MARKAZIYAH) VARANASI (INDIA)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخوان اہلحدیث سے گذارش

(۱) حضرت میاں صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کے ایک شاگرد مولوی عبد الرحیم کی یادگار مسجد اہلحدیث سیوان ہے جو متزلزل حالت میں ہے۔ سخت ضرورت ہے کی اسے جلد از جلد درست کر دیا جائے۔ مقامی جماعتی افراد کم ہیں اور اتنے بڑے کام کو سنبھالنے کی طاقت نہیں رکھتے لہذا اخوان اہلحدیث سے دل کھولکر تعاون کرنے کی درخواست ہے۔

(۲) مسجد اہلحدیث سیوان کے متصل ایک قطعہ اراضی ہندو کی ہے جو بکنے والی ہے۔ مدرسہ رحمانیہ عربیہ سیوان کیلئے بہت موزوں جگہ ہے، نیز یہ بھی خطرہ ہے کہ کسی بدعتی کے ہاتھ نہ لگ جائے۔ لہذا آپ حضرات دامے درمے تعاون فرمائیں تا کہ یہ اراضی حاصل ہو جائے اور مدرسہ مذکور کیلئے ایک مستقل عمارت تیار ہو جائے۔

نوٹ: ہر دو مد میں زر تعاون نیچے کے پتے پر ارسال کریں:

الملتمسین اراکین مسجد اہلحدیث کمیٹی۔ پرانا قلعہ چوک سیوان (بہار)

پتہ یہ ہے: محمد طاہر انصاری، نیو گولڈن ٹی اسٹور کسیرا ٹولی چوک سیوان (بہار)

Published from Markazi Darul-Uloom
Printed by Abdul Waheed
At Salafiah Press, Roori Talab, Varanasi.

AsliAhleSunnet.com